

اَنبَاءُ عَنِ ذِكْرِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ

مُتَمِّمٌ

مولائے کل

تالیف

ریاض احمد محمد دانی فاضل عربی و ہندی فاضل

نامشور

مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ وَالْفَرِيقَيْنِ مُنْعَبٍ مِنْ عَجْمِ
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم دو جہاں اور جن و انس اور عرب و عجم کے سردار میں
 ہر مرتبہ کہ بود در امکان بروست ختم
 ہر نعمت کہ داشت خدا شد برو تمام

اَسْرَابِعِينَ فِي ذِكْرِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ

موسم مولا نے کل

تالیف

ریاض احمد احمد مدانی فاضل عربی و ہندی فاضل

ناشر

مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور

مضامین کتاب ایک نظر میں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۹	وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا	۵	نذرانہ عقیدت
۳۰	جس کی نہیں نظیر وہ نہایت نہیں تو ہو	۶	تقریظ
۳۲	تو زندہ ہے واللہ	۷	حرفِ اول
۳۶	عظمت مقامِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتنا	۱۰	حضرت عباس رضی اللہ عنہ مولائے کل کے حضور
۳۷	رسولِ مختار	۱۱	حضرت حسان رضی اللہ عنہ مولائے کل کے حضور
۳۹	اقتدارِ شفاعت	۱۲	حضرت امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ مولائے کل کے حضور
۴۱	بس اک اشائے سے سب کی نجات	۱۳	مصدق میری اس عرضداشت کا
۴۲	ہو کے رہی	۱۴	کمالاتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتنا
۴۳	مختارِ شریعت	۱۵	جامع صفاتِ انبیاء و رسل
۴۵	مالکِ شریعت	۱۸	امام الانبیاء
۴۷	خزائن الارض کا مالک	۱۹	سید بنی آدم
۴۹	قاسمِ نعم النبی	۲۰	بقامیکہ رسیدی ز رسیدی بیج بنی
۵۱	قاسمِ جنت	۲۲	نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول
۵۳	نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا	۲۵	خاتم الانبیاء
۵۵	نبی کے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے ہی	۲۷	محمد و احمد صلی اللہ علیہ وسلم

مجملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	مولائے کل
مؤلف	ریاض احمد صمدانی
طباعت	
کتابت	سید احمد شاہ تلمیذ جناب محمد شریف گل
تعداد	۱۰۰۰
ناشر	مکتبہ حامدیر گنج بخش روڈ لاہور
بار دوم	
قیمت	

۵۷	چاند دھوکے ہو گیا	علم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء
۵۸	ہاتھ اٹھتے ہی ابرو رحمت چھا گیا	دقیقہ دان عالم
۵۹	دعاۓ محمد صلی اللہ علیہ وسلم	داناتے ماکان و مایکون
۶۱	اکیس کھجوریں اور پچیس سال	مجھ سے جو چاہو پوچھو
۶۲	قطرے کو دریا کر دیا	ایک دن پہلے بتا دیا
۶۳	ٹوٹی ہڈی جڑ گئی	نگاہ نبوت
۶۴	آپ کا عابد دین اور حضرت علی	مشرق و مغرب کا مشاہدہ
۶۵	کی دکھتی انگلی	چشم تو بنیدہ ما فی الصدور
۶۶	فرق حبیب میں ستون مسجد رو پڑا	حضرت عمار کی شہادت
۶۷	درخت کی اطاعت	قیصر و کسریٰ کی ہلاکت
۶۸	صلو علیہ وآلہ	عالم برزخ نگاہ مصطفیٰ میں
۶۹	جان رحمت پر لاکھوں سلام	اعجاز مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء
۷۰	حرفِ آخر	

نذرانہ عقیدت

میں اس نایز تالیف کو قدوة الواصلین، عمدۃ العارفين، شیخ المشائخ شدی
اعلیٰ حضرت جناب الحاج خواجہ پیر غلام محی الدین صاحب غزنوی دامت بکاتہم
العالیہ زیب استاذ عالیہ نقشبندیہ راں شریف کی بارگاہ کرامت پناہ میں پیش
کرتا ہوں جن کے وجود گرامی سے لاکھوں کم گشتگانِ جادہ حق راہ ہدایت پر گامزن ہیں
اور جن کی نگاہ کرم اور توجہ روحانی سے مجھ ایسے سیاہ کار کو اس مختصر کی تالیف و
تربیت کا شرف حاصل ہوا۔

گر قبول افتخار و عز و شرف

نیاں آگیں

ریاض احمد صمدانی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

حرف اول

حدوثِ ناک قابلِ تخی تعالیٰ ہر جلالہ کی وہ بزرگ و برتر ذات ہے جو عریب و ناقص سے پاک ہے۔ وہ عزت و عظمت کا مالک، حکومت و سلطنتِ ارض و سما کا حاکم مطلق ہے۔ کوئی اس کی الوہیت و وحدانیت اور ذات و صفات میں ذخیل و شریک نہیں وہ محدث و حدود و ابتدا و انتہاء کی قیود سے مبرا ہے۔ وہ صمد ہے۔ ضرورت و احتیاج اور زمان و مکان سے بے نیاز ہے۔

اور صلوة و سلام کے پھول بچھا ورہوں اس نبیِ آخر الزماں رحمتِ رب و جہاں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التیمہ والثناء کی ذاتِ قدسی صفات پر جن کو اللہ تعالیٰ نے ذات و صفات اور جمال و کمال میں کیا پیدا فرما کر سید المرسلین اور خاتم النبیین ایسے مناسب رفیع پرتمکن فرمایا اور عبدیت و محبوبیت کے اس بلند ترین مقام پر فائز کیا جہاں کسی نبی مرسل اور ملکِ مقرب کی رسائی نہیں وہ پیکرِ رحمت جس کی رحمت عالمین کی وسعتوں کو سمیٹے ہوئے ہے وہ رسولِ مکرم جس کی نبوت و رسالت کا سکہ ارض و سما میں جاری ہے۔ وہ مولائے کل جس کی سیادت و امامت کا عظیم پرچم عرشِ مجید پر لہرا رہا ہے۔ اور صخر

وہ فاتح جس کا پرچم اعلیٰ زنگاری گھسروں
وہ اُمّی جس کے آگے عقل کل ہے طفلِ بستانی

تقریظ

استاذ العلماء فخر الفضلاء حضرت علامہ محمد شریف صاحب ہزاروی مظاہر العالی
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ
اما بعد رسالہ مولائے کل مولفہ محبی و مخلصی فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا محمد ریاض احمد صاحب صمدانی میں نے صر فاحر فائز اور بعض مقامات کی اپنی ناقص استعداد کے مطابق تصحیح عی کی۔ یوں تو اردو میں لاتعداد رسائلِ نبی کریم علیہ التحیۃ و التسلیم کی مدح ثناء اور فضائلِ مناقب میں عاشقانِ جمالِ مصطفیٰ علیہ السلام نے سیر و قلم یکے میں لیکن رسالہ مذکور بھی اسمِ بسمعی ہے اس میں فاضل جلیل نے نہایت احسن پیرایہ میں اختصار سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات و مناقب اور فضائل کو پیش کیا ہے اور رسالہ کی ابتداء و انتہاء صحیح سستہ کو بنایا ہے اللہ تعالیٰ مولف رسالہ ہذا کے علم و فضل میں مزید برکت فرمائے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولف کی سبھی جملہ کو قبول فرمائے اور آئندہ مزید اس سلسلہ میں توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین و صلے اللہ تعالیٰ علی نور الانوار و النبی المختار۔

محمد شریف ہزاروی
گوجرانوالہ۔

وہ شاہ بوریا مند، سکھایا جس نے دنیا کو
پر اندازِ جہانگیری، یہ آئینِ جہانِ نبائی
خدا جانے خود اس سرکار کا کیا مرتبہ ہو گا
غلامِ بارگاہِ جس کے کہیں ما اعظم شانی

ایک عرصہ سے میری یہ آرزو تھی کہ احادیثِ صحیحہ اور روایاتِ مقبولہ کی روشنی میں
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ اور کمالاتِ جلیلہ نہایت آسان
اور سادہ زبان میں لکھوں تاکہ ہر شخص آپ کے مرتبہ کو پہچان کر آپ کی محبت و عقیدت
اور اطاعت و متابعت میں ثابت قدم رہے اور دورِ جدید کے الحاد و فتنوں اور
گمراہی کی بادِ مہوم سے اپنے سر یا ایمان کو محفوظ و مامون رکھ سکے کیونکہ جب تک
مسلمان کا دل عظمتِ مقامِ مصطفیٰ سے بہرہ نواز و عشقِ رسول میں سرشار ہے وہ وہاں
میں رہ بلند و سر فراز رہے گا۔ عزت و عظمت اور رفعت و نصرت اس کے قدم چومتی ہے
گی اور دنیا کی کوئی طاقت اسے راہِ حق سے نہ ہٹا سکے گی۔

دردِ دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است
آبروئے ماز نامِ مصطفیٰ است

لیکن تاجدارِ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کی کما حقہ مدح و ثناء بیان کرنے کی
کس زبان میں طاقت اور آپ کے محمد و مناقب لکھنے کی کس قلم میں جرات جن
کی تعریف و توصیف میں انبیاء اور ملک مقرب، طب اللسان ہیں بلکہ خود خالق
ارض و سماء اپنی مقدس اور لافانی کتابِ کریم میں آپ کا ثنا خوان ہے جن کی بارگاہِ
عظمت پناہ کے آدابِ قرآن حکیم سکھاتا ہے جن کے دربارِ عالی کی عظمت و حرمت

کا یہ عالم ہے کہ،

ادبِ گاہِ بیست زیرِ آسمان از عرشِ نازک تر

نفسِ گم کردہ می آید بنید و بایزید این جا

ایسی شان کی ذاتِ گرانی صفات کی تعریف میں کچھ لکھنا یا بیان کرنا آفتاب کو
چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر یہی مناسب سمجھا کہ
اس مولائے کائنات کے محمد و مناقب کا قصیدہ ان ہی کے ارشاداتِ نبوت
کی روشنی میں مرتب کیا جائے یعنی آپ کی وہ شان بیان کی جائے جو خود آپ نے
اپنی شان بیان فرمائی ہے چنانچہ اس مقصد کو سامنے رکھ کر صحاح ستہ جیسی مستند اور
ہر مکتب فکر کی تسلیم شدہ کتبِ حدیث سے چالیس منتخب احادیث صحیحہ کا نہایت آسان
اور جامع و ترجمہ کیا گیا ہے اور تقریباً ہر حدیث کے مفہوم کی وضاحت کے لیے
اس کے دیگر شواہد، ارشاداتِ صحابہ اور محدثینِ عظام کی تشریحات سے مدد لی گئی
ہے تاکہ حدیث کا معنی سمجھنے میں کوئی دشواری پیدا نہ ہو۔

مختلف مضامین کتاب پر ایک نگاہ ڈالنے سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ ان
میں تسلسل اور باہمی ربط کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ فی الحقیقت از اول تا آخر تمام مضامین
صرف اسی ایک رشتہ تعلق میں مربوط ہیں کہ وہ سب تاجدارِ عرب و عجم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفات و کمالات کے آئینہ دار ہیں پھر بھی متوقف اپنی
کم علمی اور بے مانگی کے اعتراف کے ساتھ اہل نظر سے یہ امید رکھتا ہے کہ وہ اس
کے فکر و نظر کی غرضوں اور قلم کی کوتاہیوں سے غماض فرما کر اصلاحِ احوال کی
گوشش کریں گے۔

ریاض احمد صدیقی

حضرت عباس رضی اللہ عنہ مولائے مکمل کے حضور

مِنْ قَبْلِهَا طَبَّعَتْ فِي الْإِطْلَالِ وَفِي الْمُسْتَوْدَعِ حَيْثُ يُخَصَّفُ الْوَسْقُ
یا رسول اللہ آپ قبل ولادت حضرت کے سیوں بیٹوں میں تھے وہ آپ صلبِ آدم میں تھے جب بیٹوں اپنے بدن پہناتے
تَحَبَّطُ الْإِلَادَ لَا بَشَرًا ، أَنْتَ وَلَا مَضْغَةٌ وَ لَا عَلَقٌ
پھر آپ نے جنت سے زمین پر نزول فرمایا صورت بشری میں اور نہ مضغہ و علقہ کی شکل میں
بَنَ لُطْفَةً تَرَكِبُ السَّفِينِ وَقَدْ ، الْجَمِ نَسْرًا وَأَهْلَكَ الْغَرْقُ
بلکہ ایک نورانی اصل کی صورت میں پہنچ کر کشتیِ نوح میں سوار تھے جب لہرِ ستارہ اس کے بچاریوں کو طوفانِ بحرِ قاف کیا۔
تَنْقُلُ مِنْ صَالِبٍ إِلَى سَاحِلٍ ، إِذَا مَضَى عَالَمٌ بَدَأَ طَبَقٌ
اسی طرح آپ کا نور ایک پشت سے دوسرے رحم کی طرف منتقل ہوتا رہا تاکہ جب عالمِ گرد بابتِ دو سر اور شروع ہو جائے۔
وَمَزِدَتْ نَارَ الْخَلِيلِ مَكْنَتِمْ ، فِي صُلْبِهِ أَنْتَ كَيْفَ يَخْتَرِقُ
اور آپ نے حضرت خلیل کی پشت میں نہالِ شمع و دین بھی درود فرمایا، اس ننگ ان کو کیسے جلاتی۔
حَتَّى اصْطَوَى بَيْنَكَ الْمُقْبِلِينَ ، خُذْ فَتْ عَلَيْكَ تَحْتَهَا الْبَطْقُ
حتیٰ کہ آپ کا غماندانی شرفِ ولادت و خدمت میں اس عظیم مقامِ فائز ہو کہ باقی تمام غماندان اس کے سامنے فروتر تھے۔
وَأَنْتَ لَمَّا وَلِدْتَ أَشْرَقَتْ ، أَلَمْ تَرْضَ وَصَاوَتَ بِبُؤْسِكَ الْوَقْفُ
اور جب آپ کی ولادت ہوئی تو ساری زمین روشن ہو گئی اور آفاقِ عالم آپ کے نور سے منور ہو گئے۔
فَتَحَجَّجْنِي فِي ذَالِكَ الصِّيَاغَةِ فِي التَّوْبَةِ ، سُبُلَ الْبَرِّ شَادُ ، تَخْتَرِقُ
اب ہم آپ کے اسی نور کی تابانی اور روشنی میں ۔ ہدایت کی راہوں پر رواں دواں ہیں ۔

(مواہب لدنیہ)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ مولائے مکمل کے حضور

خُلِقْتَ مُبَوَّرًا مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَذَلِكَ قَدْ خُلِفْتَ كَمَا شِئْتَ
یا رسول اللہ آپ کو ہر عیب سے پاک تخلیق فرمایا گیا ، گویا آپ کو آپ کی نشتا کے مطابق بنایا گیا۔
وَأَحْنَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَلَيْنِي وَأَجَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
اور آپ سے چین تر میری آنکھوں نے ہرگز نہیں دیکھا ، بلکہ آپ جمل ترکہ کسی ماں نے جنما ہی نہیں
أَعَزَّ عَلَيْهِ لِلتَّبَوُّعِ خَلَامٌ مِنَ اللَّهِ مَشْهُودٌ يَكُونُ وَيُشْهِدُ
اللہ نے مہرِ نبوتِ حضور کی پشت پر روش فرمادی جس کی چمک وقتِ برلا آپ کی عظمت کی گواہی دیتی رہی
وَكَضَمَ إِلَهُ اسْمُ النَّبِيِّ مَعَ اسْمِهِ ، إِذَا قَالَ فِي الْقَمَرِ الْمُوَدَّنِ أَشْهَدُ
اور اللہ نے اپنے نبی کا نام اپنے نام کے ساتھ ملا رکھا ، جب باوجودِ وقتِ مؤذنِ اشہد کہتا ہے
وَشَقَّ لَهُ مِنْ اسْمِهِ لِيُجْلِدَ ، قَدْ الْعَرْشُ عُجُودًا وَهَذَا الْحَمْدُ
اور حضور کی عظمت کے لیے ان کا نام اپنے نام سے نکالا ہے سو عرشِ لاخود و محمود و ہمد و حضور محمد میں
صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم ۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کُل کے حضور

مصدق میری اس عرضداشت کا

وہ دانا نے سبیل ختم الرسل مولائے کُل جس نے
غبارِ راہ کو بخشنا فرسوخ وادی سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فراق وہی یسین وہی طہ
(اقبال)



طالِ شفاعت

ریاض احمد صدیقی

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جَلَّتْ قَاصِدًا اَنْجُوْر صَاكٌ وَاحْتَبَى بِجِجَاكَ
اے سادات کے سربراہیں کی باگاہ میں حاضر ہوا آپ کی نشوونما کی امید لگتا ہوا اور آقا زمانہ آپ کی پناہ جاتا
اَنْتَ الَّذِي كُوْنُكَ مَا خُلِقَ اَمْرًا كَلَّا وَلَا خُلِقَ الْاُخْرَى لَوْ كَا
اگر آپ کا وجود اگر نہ ہوتا تو کوئی شخص پیدا کیا ہوتا نہیں بلکہ اگر آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی پیدا نہ کیا جاتا
اَنْتَ الَّذِي مِنْ نُوْرِكَ الْبَدْسُ الْاَنْسَى وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِسُوْرٍ بَهَاكَ
آپ وہ نور مجسم ہیں کہ پھر بھی کیا چاند آپ کی نور سے نشان اور سورج آپ کے ہی کچھ نور سے منور ہے
اَنْتَ الَّذِي لَمَّا تَوَسَّلَ اَدَامُ مِنْ زَلَّةٍ بِكَ فَانْرَ وَهُوَ اَبَا كَا
آپ کی وہ شان اگر حضرت آدم نے جب خطا کی بخش کیلئے آپ کا وسیلہ پیش کیا تو ان کی مغفرت ہوتی حالانکہ وہ آپ کے
قَدْ قُتِلَ يَاطْلَهَ جَمِيعَ الْاَنْبِيَاءِ طَرَأُفُ بَحْنِ الَّذِي اَسْوَاكَ
اے طالعِ لب و آقا! آپ کو تمام انبیاء پر فوقیت حاصل ہے اور محبت ہے وہ ذات جس سے آپ کو عالم بالا کی سیر کو اتنی
وَاللّٰهُ يَالْيَسِيْنُ مِثْلُكَ لَمْ يَكُنْ فِي الْعَالَمِيْنَ وَحَقٌّ مِنْ اَنْبَاكَ
اگر در کوئی نہیں اللہ کی قسم تمام کائنات میں آپ کی مثل کوئی نہیں ہے اس کی قسم جس نے آپ کی نبوت دی
يَا اَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كُنْزِي الْاُخْرَى جُذِلَ بِجُودِكَ وَارِضْنِي بِرِضَاكَ
اگر تمام کائنات زیادہ عزت والے یا مخلوق کیلئے خزانہ رحمت! اپنے جود و کرم مجھے بھی نواز دیتے اور اپنی رضا مجھے
اَنَا طَاعٌ بِالْجُودِ مِثْلِكَ وَلَوْ يَكُنْ لَوْ بِيْ حَنِيفَةً فِيْ اِلَهٍ نَّاهٍ سَوَاكَ
یا حبیب اللہ! میں آپ کے ہی جود و کرم کا طالب ہوں اور آپ کے سوا البتہ حق کا دنیائیں کوئی سہارا نہیں

کمالاتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

جامع صفاتِ انبیاء و رسل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث نمبر ۱
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ حَتَّى إِذَا فِي مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَكَّرُونَ قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ اللَّهَ اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا وَقَالَ آخَرُ مُوسَى كَلِمَةً تَكْلِمًا وَقَالَ آخَرُ عِيسَى كَلِمَةً وَاللَّهُ وَرُوحُ قَالَ آخَرُ أَدَمَ اصْطَفَاهُ اللَّهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَهُمْ وَعَجَبْتُ لَهُمْ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلُ اللَّهِ وَهُوَ كَذَلِكَ وَمُوسَى نَجِيُّ اللَّهِ وَهُوَ كَذَلِكَ وَعِيسَى رُوحُ اللَّهِ وَكَأَمْتُهُ وَهُوَ كَذَلِكَ وَأَدَمَ اصْطَفَاهُ اللَّهُ وَهُوَ كَذَلِكَ وَأَنَا خَلِيبُ وَلَا خَيْرَ وَأَنَا حَامِلُ لَوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَهُ أَدَمَ قَمَنَ ذُوْنَهُ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ سَافِعٍ وَأَوَّلُ مُسْتَقْعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُخْرِجُ خَلْقَ الْجَنَّةِ فَيُفْتَحُ اللَّهُ لِي فَيْدُ خَلِيلِهَا وَمَعِيَ فَقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَفَخَرْنَا أَمْ كَرَّمْنَا أَوْلِيَيْنِ وَأَوْلِيَيْنِ عَلَى اللَّهِ وَلَا فَخْرَ -

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ چند صحابہ کرام بیٹھے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے یہاں تک کہ آپ ان کے قریب پہلے گئے آپ نے سنا کہ وہ باہمی کچھ اس طرح گفتگو کر رہے ہیں۔ ایک صحابی بولے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا دوسرے بولے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا اور تیسرے بولے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور روح لہ ہیں۔ چوتھے صحابی بولے کہ حضرت آدم کو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ بنایا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس جا کر فرمایا میں نے تمہاری ساری گفتگو سنی ہے اور تمہیں تعجب ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور وہ اسی شان کے مالک ہیں اور حضرت موسیٰ نبی اللہ و حکیم اللہ ہیں اور وہ اسی شان کے مالک ہیں اور حضرت عیسیٰ روح اللہ و کلمہ اللہ ہیں آپ ایسے ہی ہیں اور حضرت آدم اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں اور وہ اسی شان کے مالک ہیں اور غور سے سنو! میں حبیب اللہ ہوں، میں اس پر بکر نہیں کرتا اور قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہی ہاتھ میں ہوگا اس کے نیچے حضرت آدم سمیت تمام مخلوق جمع ہوگی قیامت کے دن اول میں ہی شفاعت کروں گا اور اول میری ہی شفاعت قبول ہوگی اور یہ بکر کی بات نہیں، اور اول میں ہی جنت کی کنڈی ہلاؤں گا اور میرے ساتھ فقر مسلمان ہوں گے اللہ تعالیٰ میری خاطر جنت کا دروازہ کھول دے گا اور مجھے اس میں داخل فرما دے گا یہ بکر کی بات نہیں، بلاخر میں اللہ کے نزدیک تمام اولین و آخرین سے زیادہ عزت رکھتا ہوں۔ (ترمذی)

ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جس قدر انبیاء کرام تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں فرما کر افراداً جو کمالات و درجات مرحمت فرمائے وہ سب امام الانبیاء نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ذات جامع صفات میں موجود ہیں مندرجہ بالا حدیث اس حقیقت کا واضح ثبوت ہے حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابرہیم خلیل اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ ہیں مگر نبی آخر الزماں ان سب سے افضل و اکمل ہیں کیونکہ آپ حبیب اللہ ہیں۔

تعالیٰ اللہ ذات مصطفیٰ کا حسن لاثانی

کہ یکجا جمع ہیں جس میں تمام اوصاف امکانی

خیل اور حبیب کا معنی اگرچہ محب و محبوب ہی کیا جاتا ہے لیکن ان دونوں میں ایک نہایت لطیف فرق ہے جسے علماء محققین نے یوں بیان فرمایا ہے کہ خلیل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا جویاں ہو اور حبیب وہ ہے جس کی رضا کا اللہ خود خواہاں ہو۔

چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نرالی شان محبوبی کا جلوہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر محبوب خدا کے سامنے عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ! اللہ کی قسم میں دیکھتی ہوں کہ تمہارا رب تمہاری ہر خواہش کو پورا کرنے میں بہت جلدی فرماتا ہے۔

حدیث کے آخر میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان خصوصیات انبیاء ذات کا ذکر فرماتے ہیں جن کی بدولت حبیب اللہ تمام اولوالعزم انبیاء کرام علیہم السلام

پر فوقیت رکھتا ہے۔ آپ نے بلا فخر بطور تحدیث نعت فرمایا میں اللہ کا حبیب ہوں قیامت کے دن محمد کا جھنڈا میرے ہی ہاتھ میں ہوگا جس کے زیر سایہ آدم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء و ساری خلق خدا جمع ہوگی میں شافع الاول اور مشفع الاول ہوں جنت کا دروازہ اول میں ہی کھولوں گا اور اول میں میرے فقر امتی جنت میں داخل ہوں گے اور مجھے دوبار الہی میں تمام اولین و آخرین سے زیادہ عزت و کرامت حاصل ہے۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ میں آپ کو خدا سے بلا واسطہ ہمکلامی کا شرف حاصل ہے مگر آپ کلام حق سننے خود چل کر کوہ طور پر جاتے ہیں اور حبیب اللہ وہ ہیں جنہیں خود مخلوق ارض و سما برق و برق رقاب کر قاب قوسین کی رفعتوں اور ذکی فکرت کی عظمتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔

قصہ طور اور مسراج سے ہوتا ہے عیاں

ایسا جاننا اور ہے ان کا بلانا اور ہے

علاوہ ازیں متعدد احادیث سے تمام انبیاء کرام پر آپ کی فوقیت اور افضلیت ثابت ہے چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمام انبیاء پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے مجھے جامع کلام دیا گیا اور کفایت کے دلوں میں میری ہیبت ڈال کر میری مدد کی گئی میرے لیے مال غنیمت جائز کیا گیا ساری زمین میرے لیے مسجد اور سب طہارت بنائی گئی۔ اور مجھے تمام کائنات کا رسول بنا کر بھیجا گیا اور میری ذات پر انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

امام الانبیاء

حدیث نمبر ۱۰۰۰: عَنْ أَبِي كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّينَ وَخَطِيبَهُمْ وَصَلِيْبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ -

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو میں بلا فخر تمام نبیوں کا امام ہوں گا اور ان کی طرف سے دُعا و تلمیذی میں خلیفہ اور ان کی شفاعت کا مالک ہوں گا۔ (ترمذی)
مندرجہ بالا حدیث اور اس سے پہلے کی حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اکثر اوصاف اور خصائص کے ساتھ لفظ یَوْمُ الْقِيَامَةِ موجود ہے جس سے بظاہر یہ معلوم ہے کہ حضور کو یہ مراتب اب حاصل نہیں بلکہ قیامت کے دن حاصل ہوں گے۔ اس کے متعلق محدثین نے یہ وضاحت کی ہے کہ حضور بلاشبہ اب بھی ان مراتب و درجات پر فائز ہیں لیکن آپ کی اس شان کا کامل اظہار قیامت کے دن ہوگا اس دن اپنے بیگانے سب تسلیم کر لیں گے اور آپ کی عظمت سب پر ظاہر ہو جائے گی۔

فقط اتنا سبب ہے العقق دِزِمِ عَشْرَ کا
ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

سید نبی آدم

حدیث نمبر ۱۰۰۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا سَيِّدُكُمْ وَلَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوَّلُ مَنْ يُنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَأَوَّلُ شَاغِعٍ وَأَوَّلُ مُشْفَعٍ -

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا سید و سرار ہوں گا اور اول میں ہی اپنے روضہ سے باہر آؤں گا اور اول میں ہی شفاعت کروں گا اور میری ہی سب سے پہلے شفاعت قبول ہوگی۔ (صحیح مسلم)

اللہ تعالیٰ نے جو خالقِ کل ہے اپنے حبیبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالکِ کل اور سیدِ کل بنایا ہے آپ ارض و سما و بحر و بر، شمس و قمر و لیل و نولم حور و ملک، جن و بشر و انبیاء و رسل سب کے سید و سرار ہیں کیونکہ جب آپ اشرف المخلوق انسان اور پھر انسانوں میں بھی افضل ترین نفوس مبارکہ ابو البشر حضرت آدم سمیت تمام انبیاء و مرسلین کے سردار و سید ہیں تو آپ کی سیادت دیگر مخلوق کے لیے بدرجہ اولیٰ ثابت ہے۔

سید کا معنی: سید کس قدر و منزلت کا مالک ہوتا ہے یہ حقیقت سید کا معنی پڑھنے سے کھل جاتی ہے چنانچہ صحیح مسلم کے شارح امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

السَّيِّدُ هُوَ الَّذِي يَقُوفُ قَوْمَهُ فِي الْخَيْرِ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هُوَ الَّذِي
يُقَرَّعُ إِلَيْهِ فِي النَّوَائِبِ وَالشَّدَائِدِ .

ترجمہ : سید اس کو کہتے ہیں جو خیر میں ساری قوم پر فوقیت رکھتا ہو بعض نے کہا
ہے سید اس کو کہتے ہیں جس کی مصائب و تکلیف میں پناہ لی جائے ۔

بمقامیکہ سیدی نہ رسد ہیج نبی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَدِيثٌ مُبَرَّرٌ فَالْكَسَى حُلَّةً مِنْ حُلِيِّ الْجَنَّةِ ثُمَّ أَقْوَمُ مَنْ
يَسِيرُ الْعَرْشَ لَيْسَ أَحَدٌ مَنِ الْخَلْدِ يَقُومُ ذَلِكَ الْمَقَامَ عَيْوَنِي .
ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا : روز قیامت مجھے جنتی لباس پہنایا جائے گا اس کے بعد میں عرش الہی
کے داہنی طرف کھڑا ہوں گا۔ سو امیر سے تمام مخلوق میں کوئی بھی ایسا نہیں جو اس
جگہ کھڑے ہو سکے ۔ (ترمذی)

محدثین کرام نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو دایرے
رفیع الشان مقام عطا فرمائے ہیں جو آپ کے سوا کسی نبی کو نہیں دیتے گئے ایک مقام
تو جنت میں ہے جس کا نام وسیلہ ہے اور دوسرا مقام محمود ہے جو عرش میں عرش الہی کے
داہنی طرف ہوگا ۔ مذکورہ بالا حدیث میں اسی مقام محمود کا بیان ہے ۔

مقام محمود کا معنی ہے وہ جگہ جو سب کی تعریف کی گئی ہو چونکہ حضور علیہ السلام

جب قیامت کے روز جنتی پوشاک زیب تن فرما کر عرش خداوندی کے داہنی طرف
اس مقام محمود پر جلوہ فرما ہوں گے تو تمام انبیاء و رسل اور ساری خلق خدا
آپ کی اس جلالت شان کو دیکھ کر آپ کی تعریف کرے گی ۔ اس لیے اس کا نام
مقام محمود ہے اور یہ عظیم منصب و مقام آپ کے سوا اور کسی کو نہیں ملے گا ۔

دارمی نے ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ حضور علیہ السلام سے
پوچھا گیا کہ مقام محمود کیا ہے ؟ تو حضور نے عشر کا ذکر فرمانے کے بعد فرمایا کہ پہلے
حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو جنتی جوڑا پہنایا جائے گا اور اس کے بعد مجھے جنتی
پوشاک پہنائی جائے گی پھر میں عرش الہی کے دائیں طرف ایک ایسے مقام پر
کھڑا ہوں گا کہ تمام اولین و آخرین مجھ پر رشک کریں گے ۔ (اور وہ مقام محمود ہے)
قرآن حکیم میں حق تعالیٰ بل شائد نے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو اس عظیم منصب یعنی مقام محمود پر فائز کرنے کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ سورت
بنی اسرائیل میں ارشاد ہے :

وَمِنَ النَّبِيِّينَ قَتَّعَ جَدُّ
بِهِ نَافِلَةً لَّكَ
عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ
سَرِّبَكَ مَقَامًا
مَّحْمُودًا .

اور اسے نبی رات کے کچھ حصہ (یعنی
نماز تہجد) میں قرآن پڑھئے ۔ یہ
صرف آپ کے لیے ہے بہت جلد
ہی تمہارا پروردگار تمہیں مقام محمود
پر کھڑا کرے گا ۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت و عظمت

کے جس بلند ترین منصب پر ممکن فرمایا ہے اولین و آخرین میں سے کوئی بھی اس منصب و مقام کو نہ پاسکا۔ اس لیے کا حقہ کوئی شخص بھی نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات رفیعہ اور مقامات عظیمہ کو سمجھ نہیں سکتا ہے بلکہ گروہ انبیاء جن کے نفوس مبارکہ بارگاہ الہی میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں وہ بھی مقام مصطفیٰ کو نہ پاسکے۔

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل

حدیث نمبر ۷۰
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى
 يَخْلُقُ اللَّهُ الْبَشَرُ؟ وَجَبَّتْ لَكَ الْبُتُوءَةُ قَالَ وَأَدَمَ بَيْنَ الزُّوْجِ وَالْجَسَدِ
 ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے پوچھا:
 یا رسول اللہ! آپ کو نبوت کب عطا کی گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے نبوت
 اس وقت عطا کی گئی، جب کہ آدم علیہ السلام ابھی رُوح اور جسم کے درمیان تھے (قرنہ
 زیر نظر حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام اول الانبیاء اور قدرت الہیہ
 کا اولین شہکار ہیں اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت سے پہلے عطا کی تو لامحالہ
 آپ کی ذات وصف نبوت سے موصوف ہونے سے قبل مخلوق اور موجود تھی۔
 اس لیے آپ کی ذات گرامی حقیقتاً اول المخلوق ہے۔

چنانچہ موجبِ لہجہ میں بسندِ عبد الرزاق روایت ہے کہ ایک دن حضرت عابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوبار نبوت میں عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر

عربان ہوں مجھے بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :

اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

یہ حدیث اپنی طوالت کے ساتھ مواہب میں موجود ہے اس حدیث سے آپ کا اول الخلق اور اول الانبیاء یہ بنا ثابت ہے اس حدیث سے یہ بات بھی نظر میں آئے گی کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت اور اصلیت نور ہے بلکہ اسی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق آپ کے ہی نور کے فیضان اور پر تو سے پیدا فرمائی، کل مخلوق اور ہر نور میں نور محمدی کا جلوہ کار فرما ہے اور آپ سب انوار کی اصل ہیں۔ ۷

فصلی اللہ علی نوری کزو شد نور ہا پیدا

زمین از حبت اوسا کن فلک بر حسن اوشیدا

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں کو مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب نشر الطیب میں نورِ عہدی کے باب میں نقل کیا ہے۔ اور سات صحیح احادیث سے حضور کا نور اور اول الخلق با ولایت حقیقیہ ہونا ثابت کیا ہے اور یہی معنی ہے قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ کا اور چونکہ آپ نظامِ جامع بشریتِ نبیہ تھیں فرما کر تشریف لائے اور تعلیمِ امت اور مقصدِ رسالت کی تکمیل کے لیے احوال

یسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ارشاد فرمایا ہے: خُلِقْتُ مِنْ نُورِ اللَّهِ مِیْرِ
تخلیق اللہ کے نور سے کی گئی ہے۔ آپ کے سوا کسی کو یہ مرتبہ حاصل
نہیں۔

خاتم الانبیاء

حدیث نمبر ۱۰۰۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ قَصْرِ أَحْسَنِ بُنْيَانَةٍ تَشْرُكُ مِنْهُ مَوْضِعُ
لَبَنَةٍ فَطَافَ بِهِ النَّظَّارُ يَتَعَجَّبُونَ مِنْ حُسْنِ بُنْيَانِهِ إِلَّا مَوْضِعَ
تِلْكَ اللَّبَنَةِ فَوَلَّتْ أَنْاسٌ دَخَلَتْ مَوْضِعَ اللَّبَنَةِ حَتَّى رَفِيَ الْبُنْيَانُ
وَحَسَرَتِ فِي الرُّسُلِ وَفِي سِرِّهِ فَإِنَّا اللَّبَنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: میری اور دیگر انبیاء کی مثال ایک ایسے محل کی طرح ہے جوڑا خوبصورت
بنایا گیا اور ایک اینٹ کی جگہ ج میں چھوڑ دی گئی دیکھنے والوں نے اسے گھوم
پھیر کر دیکھا تو اس محل کے حسن اور عمدہ تعمیر کو دیکھ کر حیرت کا اظہار کرنے لگے مگر جو
ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے وہ بھلی نہیں لگتی۔ سو میں نے اس خالی جگہ کو مکمل کر دیا۔
اور میری ذات سے وہ محل کامل ہو گیا اسی طرح میری ذات پر رسولوں کا خاتم

بشر کو بھی اپنایا۔ اس اعتبار سے آپ نے اِنَّمَا نَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ فرمایا۔
حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت اور بشریت دونوں کو تسلیم کرنا ایمان
اور ان دونوں صفات میں سے کسی ایک کا قطعی انکار گمراہی اور ضلالت ہے اور
حق یہی ہے کہ حضور ۔

بشر صورت ملک سیرت میں ظل نوریزدانی

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تو ارشاد فرماتے ہیں کہ عالم ممکنات سے کوئی فرد بھی تخلیق
میں حضور علیہ السلام سے کوئی مناسبت اور مماثلت نہیں رکھتا، کیونکہ حضور کی تخلیق "نور"
حق سے ہے۔ ملاحظہ ہو مکتوبات امام ربانی کے دفتر سوم کے مکتوب نمبر ۱ کی یہ نورانی
بایدانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ مخلوق
پسچ فرد سے از افراد عالم مناسبت باوند ارد کہ او صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود نثار
عنصری از نور حق مل و علا مخلوق گشتہ است۔ کہا قال علیہ وعلی اللہ
الصلوٰۃ والسلام خُلِقْتُ مِنْ نُورِ اللَّهِ، دیگران را این دولت میسر
نشده است۔

ترجمہ: یہ معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق و پیدائش
دیگر افراد انسانی کی طرح نہیں بلکہ تخلیق میں افراد عالم کا کوئی ایک
فرد بھی آپ سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
باوجود عنصری پیدائش کے نور حق تعالیٰ سے مخلوق ہیں۔

ہو گیا ہے۔ دوسری روایت میں ہے پس میں ہی اس قہر نبوت کو مکمل کرنے والا
 آخری پتھر ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں (صحیح بخاری و مسلم)
 سید الانبیاء والمرسلین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری
 نبی اور تمام نبیوں اور رسولوں کی نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم کرنے والے رسول
 ہیں قرآن حکیم نے آپ کو آخری نبی اور خاتم النبیین قرار دیا ہے۔ وَلَٰكِنْ رَسُولُ
 اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ۔ اس حقیقت پر گواہ ہے اور بیسیوں احادیث اس
 مسئلہ کی تائید میں موجود ہیں۔

تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ائمہ عظام اور علماء متحققین کا اس بات پر
 اجماع ہے کہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت و رسالت کا
 دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔

امام الامام حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق تصنیف فقہ اکبر
 کی شرح میں علامہ قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں دَعَوَى النُّبُوَّةِ بَعْدَ
 نَبِيِّنَا كُفْرًا بِالْاَوْجُمَاعِ۔ یعنی ہمارے نبی عربی کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بال
 جماع کفر ہے۔ ایوانیت والجماع میں شیخ اکبر سے منقول ہے کہ هَذَا بَابُ
 اَعْلَى بَعْدَ مَوْتِ مُحَمَّدٍ لَا يُفْتَحُ وَاحِدًا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ یعنی
 نبوت کا دروازہ محمد عربی کے وصال کے بعد بند کر دیا گیا ہے اب کسی کے
 لیے قیامت تک نہیں کھولا جائے گا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکتوبات شریف دفتر سوم میں

لکھتے ہیں کہ اول الانبیاء حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور آخر الانبیاء
 نبی خاتم الانبیاء حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

محمد احمد صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث نمبر ۱۰۰۰۰ عَنْ حَبِيبِ بْنِ مُطْعَمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ لِي أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا
 أَحْمَدُ وَأَنَا الْحَاجُّ الَّذِي يَمْنَحُ اللَّهُ فِي الْكُفْرِ وَأَنَا الْعَاقِبُ
 الَّذِي يُخْشَرُ النَّاسُ عَلَيَّ قَدْ مَنِي وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ
 بَعْدَهُ نَبِيٌّ۔

ترجمہ ۱۰۰۰۰ حضرت حبیب ابن معطم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میرے کئی نام ہیں۔ میرا نام محمد ہے اور میرا نام احمد ہے
 میرا نام حاجی ہے اللہ تعالیٰ میرے ذریعے کفر مٹائے گا اور میرا نام عاقب بھی ہے۔
 تمام لوگ قیامت کے دن (میرے قدموں پر جمع کیے جائیں گے میرا ایک نام
 عاقب ہے اور عاقب اسی کو کہتے ہیں جس کے بعد دوسرا کوئی نبی نہ ہو۔ صحیح بخاری و مسلم)

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارک بے شمار ہیں ترمذی
 کی شرح میں ابن عربی سے آپ کے ہزار نام منقول ہیں۔ علامہ سیوطی نے
 آپ کے اسماء والقاب میں ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے جس میں
 انہوں نے حضور کے پانچ سو اسمائے گرامی درج کئے ہیں بشرح شامل ترمذی

کی ایک حدیث میں ہے سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن مجید میں میرے سات نام ہیں محمد، احمد، یس، طہ، مزمل، مدثر اور عبد اللہ۔

محمد احمد و محمود خالق شمس ویرا بستود

ازوشد بود ہر موجود و زوشد دیدہ ہا بینا

سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء والقباب کی یہ کثرت آپ کے اوصاف و کمالات کی وسعت و کثرت کی آئینہ دار ہے اگر آپ کے باقی اوصاف و خصائص کو چھوڑ کر صرف آپ کے اسماء والقباب ہی کی وضاحت و صراحت کی جائے تو پھر بھی کا حق انسان آپ کے اوصاف بیان نہیں کر سکتا کیونکہ حضور کے مراتب و مدارج ایک بحر بی کراں ہے جس کی انتہا کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور آپ کا ہر ایک اسم مقدس اپنے دامن معنی میں حضور کے قصائد و مناقب کے سینکڑوں بیش قیمت موتی لیے ہوئے ہے حضور کی اس عظمت و جلالت کو دیکھ کر آخر میں یہی کہنا پڑتا ہے کہ

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ
لَا يُبَيِّنُ الشَّاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ
مِنْ وَجْهِكَ الْبُنْيَرِ لَقَدْ لُوسَ الْقَمَرُ
بَعْدَ اِلْوَالِهِ اَنْتَ عَظِيمٌ بِلَا خَطَرٍ

ترجمہ : اے پیکر حسن و جمال ! اور اے انسانوں کے سید و سردار !

چاند آپ کے ہی رُخ انور سے منور ہے

کما حقہ آپ کی تعریف تو ہو ہی نہیں سکتی

بلاشبہ اللہ کے بعد آپ کی شان عظیم ہے

یعنی بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر بلا انطاری اور سحری کھائے کئی کئی دن روزے رکھا کرتے تھے صحابہ کرام نے بھی ایسا کرنا چاہا تو آپ نے انہیں ازراہ شفقت منع فرمادیا کیونکہ ایسا کرنا بدنی کمزوری اور کئی ایک دنیاوی امور میں حرج کا باعث ہے یہ حضور کی شان گریبی ہے کہ آپ نے ایسی سخت مشقت کی عبادت سے خود ہی منع فرمادیا مگر صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ خود تو ایسا کرتے ہیں اور ہمیں منع فرماتے ہیں تو آپ نے ایک سر بستہ راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرمایا اِنَّكَ لَتَكُنْتَ كَقِيَّتِكَمْ۔ میں تمہارے جیسا نہیں میری رات تو اس شان سے گذرتی ہے کہ میرا رب خود مجھے اپنے انوار و تجلیات کی مقدس غذا کھلاتا اور پلاتا ہے۔ علمائے کرام اور صوفیائے عظام نے اس حدیث کے مدد ہا معارف اور نکات بیان کیے ہیں جن کا ذکر یہاں طوالت کا باعث ہے۔ بخاری شریف کتاب الصوم میں یہ حدیث چار مختلف الفاظ میں چھ جگہ موجود ہے۔ پہلی روایت تو یہی ہے کہ آپ نے فرمایا: اِنَّكَ لَتَكُنْتَ كَقِيَّتِكَمْ میری حالت تمہاری حالت جیسی نہیں۔ دوسری روایت میں ہے آپ نے فرمایا: لَتَكُنْتَ مِثْلَكَمْ۔ میں تمہاری مثل نہیں ہوں تیسری روایت میں ہے آپ نے فرمایا لَتَكُنْتَ كَأَحَدِكُمْ۔ میں تم میں سے کسی جیسا نہیں۔ چوتھی حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں کہ آپ نے فرمایا: اِنَّكُمْ لَتَكُنْتُمْ مِثْلِي۔ تم میری مثل تم میں کون ہے۔

فی الجملہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور کی ذات والاصفات ہمیشہ

وہ نبیوں میں رحمت لقتب پانے والا

حدیث نمبر ۱۰۰۰۰ عَنْ أَنَسٍ هَمَزَةً قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْعُ عَلَى الْمُشْرِكِينَ قَالَ إِنِّي لَأَكْرَهُ لَعْنًا وَإِنَّمَا لَبَّيْتُ سَرَحْمَةً ۝

ترجمہ ۱۰۰۰۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں دربار نبوت میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ! مشرکوں پر بددعا کیجئے تو آپ نے فرمایا میں بددعا کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا مجھے تو سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے (صحیح مسلم)

یوں تو ہر نبی اور رسول اپنے وقت اور اپنی قوم کے لیے رشد و ہدایت کا سرچشمہ اور باعثِ رحمت تھا لیکن حضور خاتم الانبیاء والمہدیین نبی رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جس حیثیت اور امتیازی شان سے رحمت و راحت کا پیکر ہیں وہ صرف آپ ہی کا خاصہ ہے قرآن حکیم میں خدا نے لم یزل نے آپ کی عالیگر رحمت کا ذکر ان مقدس الفاظ میں فرمایا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ اے نبی ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے رحم و کرم کے لیے بھیجا ہے۔

جس قدر لفظ عالمین معنوی لحاظ سے تمام موجودات ارضی و سماوی کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے اسی طرح حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت بے پایاں ارض و سما کی تمام مخلوق کو اپنی آغوشِ رحمت میں لیے ہوئے ہے جیسے خدا کی ربوبیت عام ہے ایسے ہی مصطفیٰ کی رحمت بھی عام اور ہر

نبی کے لیے ثابت ہے۔

ذرا غور تو کیجیے وہ کون سی اذیت اور تکلیف ہے جو کفار مکہ نے آپ کو

دین دی حضور خدا ارشاد فرماتے ہیں جس قدر مجھے راہِ حق میں تکلیف دی گئی ہے اتنی اذیت اور تکلیف کسی نبی کو نہیں دی گئی لیکن اس حقیقت کے باوجود جب آپ کو دشمنانِ رسالت پر بددعا کرنے کا عرض کیا جاتا ہے تو آپ کمالِ شانِ رحمتِ عالمینی سے فرماتے ہیں میں دنیا پر قہر و غضب بن کر نہیں آیا بلکہ مجھے کائنات کے لیے سراپا رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہے۔

جس کی نہیں نظیر وہ تھا ہمیں تو ہو

حدیث ۱۰۰۰۰ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَكُنِّي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَصَالِ رَحْمَةً لَهُمْ فَهَئِذَا لَوْ أَنَّكَ لَوْ أَضِلُّ قَالَ إِنِّي لَكُنْتُ لَكَيْفِيَّتُكُمْ إِنِّي يَطْعُمُنِي رَبِّي وَيَلْبِقُنِي۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امت پر شفقت فرماتے ہوئے بلا افطار مسلسل روزہ رکھنے سے منع فرمایا تو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ خود تو پے درپے بلا افطار روزہ رکھتے ہیں اور ہمیں منع فرماتے ہیں آپ نے فرمایا بیشک میں تمہارے جیسا نہیں ہوں۔ مجھے تو میرا پروردگار کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ (صحیح بخاری)

اور بے نظیر ہے اور آپ کے افعال و اشغال کو اپنی ذات پر قیاس کرنا اور آپ کو ایک عام بشر تصور کرنا ایک امتی کے شایان شان ہرگز نہیں بلکہ اہل حق کے نزدیک یہ حرمان نصیبی کی علامت ہے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات کے تیسرے دفتر، مکتوب ۲۴ میں ارشاد فرماتے ہیں :

عجوبان کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را بشر گفتند و در رنگ سائر بشر تصور نمودند ناچار مکرر آمدند و صاحب دولتان کہ او را علیہ الصلوٰۃ والسلام بعنوان رسالت و رحمت عالمیان دانستند و از سائر ناس ممتاز دیدند، بدولت ایمان مشرف گشتند و از اہل نجات آمدند۔

ترجمہ : ہر جن ناسمجھ لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشر کہا اور آپ کو دوسرے عام انسانوں کی طرح سمجھا وہ بالآخر مکر ہو گئے اور جن خوش نصیبوں نے آپ کو رسول اللہ اور رحمت للعالمین کی حیثیت سے دیکھا اور آپ کو تمام لوگوں سے ممتاز اور بلند و بالا سمجھا وہ دولت ایمان کے مشرف ہو کر اہل نجات میں شامل ہو گئے۔

تو زندہ ہے واللہ

حدیث نمبر ۱۰۰۰۰ عَنْ أَبِي الدُّنْدُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ الصَّلَاةِ عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ

مَشْهُودٌ يَشْهَدُ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ وَإِنَّ أَحَدَهُمْ يُصَلِّي عَلَى رَأْسِ عَرْشِكَ
فَتُصَلِّيُ عَلَيْهِ حَتَّى يُفْرَغَ مِنْهَا قَالَ وَقُلْتُ بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ
إِنَّ اللَّهَ حَزَنَ عَلَى الْمُرْصِ أَنْ تَأْكُلَ الْجَنَّةُ أَلْوَنِيَاءَ قَبِيئِي
مَدْحِيئِي يَوْمَ تَرَقَى۔

ترجمہ : حضرت ابو دورد اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر درود بھیجا کرو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور ہر ایک شخص پر درود پڑھنے والے کا درود سیر سامنے پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ درود سے فارغ ہو جائے۔ ابو دورد کہتے ہیں میں نے پہنچا حضور کیا آپ کی وفات کے بعد بھی درود آپ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا ہاں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے پس اللہ کے نبی زندہ ہیں اور ان کو (قبروں) میں رزق دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

مذکورہ بالا حدیث سے کئی ایک مسائل کی صداقت ظاہر ہوتی ہے اول یہ کہ جمعہ کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف زیادہ پڑھنا چاہیے کیونکہ آپ نے اس دن بکثرت درود شریف پڑھنے کا حکم دیا ہے دوسرا یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارا درود آقائے دو جہاں کے حضور پیش ہوتا ہے اور یہ بات آپ کے زمانہ حیات سے ہی مخصوص نہیں بلکہ بعد وفات بھی ہمارا صلوٰۃ و سلام آپ کے دربار میں پیش کیا جاتا ہے۔

اس حدیث سے یہ حقیقت بھی ثابت ہو گئی کہ حضور علیہ السلام اپنے روضہ اظہر میں بحیات حقیقی زندہ تشریف فرما ہیں اور اب بھی اسی طرح زندہ و جاوید ہیں جس طرح آپ وفات سے قبل زندہ تھے۔ کیونکہ زمین انبیاء کے مقدس اجسام کو بوسیدہ نہیں کر سکتی اور انبیاء کرام اپنی قبروں میں رزق الہی سے بھی محفوظ ہوتے ہیں۔

آئم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں، میں اپنے اس مکان میں جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدفون ہیں کھلے منہ بلا حجاب و نقاب روضہ رسول پر حاضری دیا کرتی تھی، میں یہ کہا کرتی تھی کہ ایک مرقہ نور میں تو میرے شوہر نامدار ہیں اور دوسرے مرقہ میں میرے والد بزرگوار مدفون ہیں، لہذا پردہ کی ضرورت نہیں، لیکن جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو وہاں دُعا کیا گیا، تو اللہ کی قسم! پھر میں جب بھی روضہ مطہرہ پر حاضری دیتی ہوں تو حضرت عمر سے پردہ کرتے ہوئے نقاب اوٹھ کر اور چادر سے باپردہ ہو کر حاضری دیتی ہوں۔ رواہ احمد بخاری مشکوٰۃ۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے تین روز بعد، ایک اعرابی روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور حضور کی جدائی کے غم میں ورور کرنا حال ہو گیا پھر غمِ فراغ سے روضہ مبارکہ سے لپٹ گیا اور اپنے سر پر وہاں کی خاک پاک ڈال کر کہنے لگا یا رسول اللہ! آپ نے جو فرمایا ہم نے سن لیا، اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن پاک نازل فرمایا جس میں ارشاد ہے :

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُواكَ وَاللَّهُ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ لَخَرَجْنَا مِنْكُمْ كُوفَةً وَابْنَاءَ تَرْجِيماً
اور اگر یہ لوگ جب گناہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تو آپ کے پاس حاضر ہو کر اللہ سے مغفرت طلب کرتے اور رسول خدا بھی ان کیلئے مغفرت طلب کرتے تو وہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا پاتے۔

یا رسول اللہ! میں نے گناہ کر کے اپنی جان پر بہت ظلم کیے ہیں میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں میری بخشش کے لیے دعا فرمائیے۔ حضرت علی فرماتے ہیں :

فَوَدِدْتُ مِنَ الْقَبْرِ أَنِّي قَدْ رُوحِي بِكَ مِنْ أَوَّلِ مَا جِئْتُكَ
بخش دیا گیا ہے۔

تفسیر ابن کثیر القرطبی زیر آیہ مذکورہ :

حضرت سعید ابن عبدالعزیز روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت سعید ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مکان میں آواز اٹھائی کہ یا رسول اللہ! میں نے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں میری بخشش کے لیے دعا فرمائیے۔ حضرت سعید ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں میری بخشش کے لیے دعا فرمائیے۔ حضرت سعید ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں میری بخشش کے لیے دعا فرمائیے۔

وقت ہوتا تو اگر صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق پر انوار سے نہایت ملبی سی اذان و اقامت کی آواز سنائی دیتی تھی۔ روہ الدارمی بحوالہ مشکوٰۃ۔

سکا رو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حیات حقیقی زندہ ہیں یہ ایک ایسی ناقابل تردید صداقت ہے جس پر تمام صحابہ کرام ائمہ مجتہدین اور علمائے محققین کا اتفاق ہے چنانچہ شیخ عقیق شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں رقمطراز ہیں۔

حیات انبیاء علیہم السلام متفق علیہا است

یصح کس را رو خلافت نیست

کہ انبیاء علیہم السلام کا بعد موت بھی زندہ ہونا سب کا تسلیم شدہ مسئلہ ہے کسی نے علمی اس میں اختلاف نہیں کیا

عظمت مقام مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء رسول مختار

حدیث ۱۱: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنَّ عَبْدَ خَيْرِهِ اللَّهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ نَزْهَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَأُحْسِرَ مَا عِنْدَكَ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ قَالَ فَذَيْلُ بَابِنَا وَأُمَمَانَا فَعَجَبَ لَهُ

فَقَالَ النَّاسُ انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيْرِهِ اللَّهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ نَزْهَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ وَهُوَ يَقُولُ فَذَيْلُ بَابِنَا وَأُمَمَانَا فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ هُوَ الْمُخْبِرُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمُنَا۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا کہ چاہے تو وہ دنیا کی آسائش بستی چاہے لے لے یا وہ جو انعام و اکرام اس کے رب کے پاس میں وہ قبول کرے تو اس بندہ خدا نے جو انعام و اکرام اللہ کے پاس میں ان کو اختیار کر لیا حضرت ابوبکر صدیقؓ یہ سن کر رو پڑے اور عرض کی یا رسول اللہ! آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں۔ راوی کہتے ہیں ہمیں ان کی اس بات پر بڑا تعجب ہوا اور لوگ کہتے لگے اس بوڑھے کو دیکھو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندے کا ذکر فرما رہے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے آسائش دنیا اور عقبی کی نعمتوں میں سے کسی ایک کو پسند کرنے کا اختیار دیا تو اس نے عقبی کی نعمتوں کو اختیار کر لیا اور یہ کہتے ہیں یا رسول اللہ! آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں تو (فی الحقیقت) رسول خدا وہ خود ہی بندہ مختار تھے اور ابوبکر صدیقؓ ہم سب سے زیادہ عالم تھے (جو اس بات کو سمجھ گئے۔ صحیح بخاری و مسلم)

اس حدیث میں دو چیزوں کا بیان ہے۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے

نبی عربی سے اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں جب تک وہ چاہیں زندہ رہنے یا اپنے رب سے
آٹنے کا کلی اختیار دیا۔ دوسرا یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے بعد
تمام صحابہ میں سب سے زیادہ علم و فضل کے مالک ہیں۔ کیونکہ حضور کے اس بیان کو
صرف وہی سمجھ سکے۔ پھر جب چند دنوں کے بعد حضور کا وصال ہوا تو تمام صحابہ کرام
پر حقیقت کھل گئی کہ وہ بندہ مختار جس کو اللہ نے زندگی اور موت کا اختیار دیا۔
ہے وہ ہمارے ہی آقا و مولیٰ ہیں اور اس وقت سب نے یہ بھی اعتراف کیا کہ ابوبکر
صدیق کو علم مصطفیٰ سے سب سے زیادہ اور افر حصہ ملا ہے۔

ملاحظہ فرمائیے: اللہ تعالیٰ نے سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو
کس قدر عظمت و جلالت بخشی ہے اور آپ کو اپنی بارگاہ میں محبوبیت و مطلوبیت
کے اس رفیع الشان مقام پر فائز کیا کہ وہ خود ان کی رضا و خوشنودی کا طلب گار
ہے اور آپ کی موت سے قبل آپ کو موت اور زندگی کا پورا اختیار دے کر
فرمایا اے پیارے حبیب! تم مختار کل ہو جب تک چاہو دنیا میں زندہ رہو یا اپنے
محبوب حقیقی کے پاس اگر اس کی لافانی اور باقی نوازشات و عنایات سے لطف اٹھاؤ
تو مہدی شریف میں یہ صاف موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندگی اور
موت دونوں میں سے کسی ایک کو پسند کرنے کا اختیار کامل عطا فرمایا تو آپ نے
موت کو جو کہ لقاء رب اور محبوب حقیقی کے وصال کا ذریعہ ہے پسند فرمایا ملاحظہ
کیجیے: حدیث کا ترجمہ:

حضرت ابوالمعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مختار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

اپنی وفات سے چند روز پہلے منبر پر بیٹھے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندہ
کو اختیار دیا کہ وہ جب تک چاہے زندہ رہے اور جو چاہے کھائے پیتے یا وہ
اپنے پروردگار سے ملاقات کرے تو اس نے اپنے رب کی ملاقات کو پسند
کر لیا یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رو پڑے۔

اختیار شفاعت

حدیث ۱۱۱۱ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا فِي ابْنِ عِيسَى فِي فَحَيْرَتِي بَيْنَ أَنْ
يَدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِي الْجَنَّةَ وَيَبْقَى الشَّفَاعَةُ فَأَحْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ
وَهِيَ لِيَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا .

ترجمہ: حضرت عوف ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، رسول خدا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آنے
والا آیا اور مجھے آدمی امت جنت میں داخل کرنے اور شفاعت میں اختیار دیا پس میں
نے شفاعت کو اختیار کیا اور یہ شفاعت ہر اس شخص کے لیے ہوگی جو اللہ تعالیٰ
کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہو امرا۔ (ترمذی ابن ماجہ)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شافع امت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو
مشرک کے سوا ہر شخص کی شفاعت کرنے کا اختیار دیا ہے اور قیامت کے دن
تمام امت آپ کی شفاعت کی بدولت عذاب دوزخ سے نجات پائے گی

حضور خود فرماتے ہیں میری شفاعت سے صرف وہی شخص متفید ہوگا جو بصدق
 دل لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کی گواہی دیتا ہو اور اسی ایمان و
 یقین پر موت پائی ہو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت مختلف صورتوں میں ہوگی۔ بعض
 لوگ آپ کی شفاعت سے بلا حساب و کتاب جنت میں جائیں گے اور بعض
 حساب کے بعد نیکیاں کم ہو جانے کے سبب دوزخ کے سزاوار ہوں گے
 لیکن آپ کی شفاعت سے بخش دیئے جائیں گے اور بعض لوگ اپنے گناہوں
 کے سبب دوزخ میں جائیں گے اور پھر آپ کی شفاعت سے جنت میں داخل
 ہوں گے۔

شفاعت کے کئی درجے ہیں جن میں سب سے اہم اور عظیم ترین درجہ
 شفاعت کبریٰ کا ہے اور یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی
 نبی اور رسول کو نہیں ملا آپ کی اس شفاعت سے ہر نیک و بد مومن اور کافر
 فائدہ اٹھائے گا یہ وہ شفاعت ہے جس کی بدولت اللہ تعالیٰ حساب و کتاب
 شروع فرمائے گا اور مخلوق کو میدانِ حشر کے عذاب سے نجات ملے گی۔
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس شفاعت کے بعد ہر نبی اور رسول کو اپنی
 امت کی شفاعت کرنے کی اجازت ملے گی۔

چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: قیامت کے دن ساری
 مخلوق ہر نبی سے شفاعت کی درخواست کرے گی لیکن کوئی نبی ان کی شفاعت

کرے گا یا آخر لوگ ہر طرف سے مایوس و ناامید ہو کر دربارِ محمدی میں
 حاضر ہوں گے تو آپ ان کی شفاعت فرمائیں گے آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے مہر
 حمد میں رکھ دیں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد! اسے اللہ علیہ وسلم
 سرٹھاؤ جو کو گے سونگا، جو مانگو گے دوں گا جس کی شفاعت کرو گے قبول
 کی جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

بس اک اٹھائے سے سب کی نجات ہو کے رہی

حدیث نمبر ۱۳
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَابْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى فِي
 أَهْلِ الْهَيْمَرِ سَبَّ أَهْلَهُ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَ
 قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَإِنَّهُمْ عِبَادِي فَرَضَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ
 أَهْلِي أَهْلِي وَبِكِي فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ
 وَرَبِّكَ اَعْلَمْهُ فَاَسْأَلُهُ مَا يُبْنِيكُمْ فَإِنَّا أَجِبُونَ لُفَسَا لَهُ فَأَخْبَرَهُ
 رَسُوْلُ اللَّهِ بِمَا قَالَ فَقَالَ اللَّهُ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ
 فَقُلْ إِنَّا سَمِعْنَاهُ وَلَا نَسْأَلُكَ۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عمر و ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم کے اس قول کی تلاوت فرمائی،
 سَبَّ أَهْلَهُ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي۔ اور پھر حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کے قول اِنْ تُعَذِّبْنَهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ تَوْحُودِ عَلَی السَّلَام
نے ہاتھ اٹھائے اور کہا اَللّٰهُمَّ اُقْتِنِ اُمَّتِنِ اس کے بعد آپ رونے لگے۔ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا ۱۰۔ اے جبریل! تیرا رب سب کچھ جانتا ہے مگر تو محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس جا کر پوچھ کہ تمہیں کس کے غم نے دلایا ہے پس جبریل نے اگر
آپ سے پوچھا تو حضور نے جبریل کو بتا دیا جو آپ نے کہا تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا
اے جبریل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر بتا دے کہ ہم آپ کو اُمت کے مو
میں راضی کر دیں گے ناراض نہیں کریں گے۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بے پایاں رحمت و رافت
اور محبت کا بیان ہے جو آپ کو اپنی اُمت سے ہے اور دوسری طرف آپ کے اس
عظیم تر و کمال کا ذکر ہے جو آپ کو دربارِ خداوندی میں حاصل ہے اللہ تعالیٰ نے
آپ کو اُمت کا مالک اور شفاعت کا مختار بنایا ہے جس کی آپ شفاعت فرمائیں گے
وہ بخش جائے گا کیونکہ اللہ نے آپ کو اُمت کے معاملہ میں راضی کرنے کا وعدہ فرمایا
تفسیرِ مہدیین میں ہے کہ جب آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ
نازل ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں
رہا تو میں خدا سے راضی ہی نہیں ہوں گا۔

چرخِ غم دیوارِ اُمت را
کہ باشد چون تو پشتِ بیاں
چرخِ باک از موجِ بحرِ آں را
کہ باشد لوحِ کشتیِ باں

مختار شریعت

حدیث ۱۴: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوا فَقَالَ بَعْضُ
الْعُلَمَاءِ يَا رَسُولَ اللَّهِ نَسَكْتَ حَتَّىٰ قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ
لَوَجِبَتْ وَلَمَّا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ ذَرُونِي مَا شَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا
هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سَوَالِهِمْ وَارْتِيَا فِيهِمْ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ
فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأَلُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ
فَذَعُوهُ -

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک روز رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا ۱۰۔ لوگو! حج کو تم پر حج
فرض کیا گیا ہے ایک شخص نے دریافت کیا یا رسول اللہ! کیا حج ہر سال فرض
ہے تو حضور خاموش ہو گئے حتیٰ کہ جب اس شخص نے تین بار یہی سوال کیا تو
آپ نے فرمایا اگر میں سائل کے جواب میں صرف ہاں ہی کہہ دیتا تو ہر سال حج
فرض ہو جاتا اور تم ہر سال حج ادا نہ کر سکتے۔ پھر آپ نے فرمایا مجھے چھوڑے رکھو
جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھتا ہوں کیونکہ تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے
ہلاک ہوئے تھے کہ وہ بیوں سے بکثرت سوال کرتے تھے اور ان کے متعلق
اختلاف کرتے تھے لہذا جب میں تمہیں حکم دوں تو اس کی حسب استطاعت

تعمیل کرو اور حجب میں تمہیں کسی بات سے منع کروں تو اس سے رک جاؤ۔ صحیح مسلم
 اس حدیث میں دو چیزوں کا بیان ہے اول یہ کہ پیغمبر اسلام اللہ تعالیٰ
 کے نائب اور خلیفہ اعظم ہیں اس لیے وہ اس بات کے عجز میں کہ جو چاہیں حکم
 دیں اور چیز سے چاہیں منع کر دیں آپ احکام شریعت اور فرائض دین نافذ کرنے
 میں باذن اللہ وسیع اختیارات کے مالک ہیں۔

مالک شریعت

حدیث ۱۸۰۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ يَلْمِزُ أَحْمَدُ جَدُّهُ عِنْدَ
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ كَرَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 هَكَذَا قَالَ مَا لَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى إِهْرَاقِي وَأَنَا صَالِحٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ مَرْقَبَةً تُعَقِّقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ
 أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّينَ
 مُسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ أَجْلِسْ وَكَفَّتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَمَا
 نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ أَقْبَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْزِقُ فِيهِ
 لُحْمًا وَالْعَرَقُ الْيَمُكُّلُ أَضْنَحُمُ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ قَالَ أَنَا قَالَ خُذْ
 هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَعْلَى أَفْقَرٍ مِنِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَوْلَا لِلَّهِ
 مَا سَأَلْتُ لَوْ بَنَيْتُهَا يَسْرِدُ الْحَرَقَيْنِ أَهْلِي بَلَيْتُ أَفْقَرُ مِنْ أَهْلِ بَلَيْتِي
 فَصَبَحَتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَيْنَابُهُ ثُمَّ
 قَالَ أَطْعِمَهُ أَهْلَكَ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم

دوسرا یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر حکم اور ہر فرمان
 ہمارے لیے واجب العمل اور عین اسلام ہے ہمیں آپ کے ارشادات پر بلا چون و
 چرا عمل پیرا ہونا چاہیے اور آپ کی ذات و صفات پر بے جا سوالات و اعتراضات
 سے قطعی اجتناب کرنا چاہیے۔ آپ کے ہر قول و فعل کو شام الہی کے مطابق
 تصور کرنا چاہیے، کیونکہ اسلام نام ہی آپ کے گفثار و کردار کا ہے اور آپ کے
 اسوۂ حسنہ سے روگردانی کا نام کفر ہے۔

مندرجہ بالا حدیث میں ان ہی حقائق کو بیان کیا گیا ہے۔ ذرا غور کیجیے حج
 کعبہ کا حکم قرآن حکیم میں موجود ہے اور تھم کھرف ایک بار فرض ہے اسلام کی
 ایک بہت بڑی بنیادی اور اساسی عبادت ہے مگر یہی حج کعبہ جو عمر میں ایک
 بار فرض ہے اگر نبی مختار صلے اللہ علیہ وسلم سائل کے سوال کے جواب میں ہاں
 فرمادیتے تو ہر سال فرض ہو جاتا۔ یہ میں آپ کے وہ وسیع اختیارات جو خدا
 واحد نے آپ کو عطا کیے ہیں۔

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ میرا ان الشریعۃ الکبریٰ میں لکھتے ہیں

کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے اگر عرض کی یا رسول اللہ! میں ہلاک ہو گیا آپ نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے عرض کیا میں نے بحالت روزہ بیوی سے جماعت کر لی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو ایک غلام آزاد کر سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں پھر آپ نے فرمایا کیا تو دو ماہ کے متواتر روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں پھر حضور نے فرمایا کیا تو ساتھیوں کو لکھا کھلا سکتا ہے؟ اس نے عرض کی نہیں آپ نے فرمایا بیٹھ جا۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر توقف فرمایا اتنے میں حضور کی خدمت میں کھجوروں کا ایک توڑا پیش کیا گیا تو آپ نے دریافت کیا کہ وہ سائل کہاں وہ شخص بولا میں یہ حاضر ہوں آپ نے فرمایا کہ یہ کھجوریں اٹھالے اور جا کر خیرات کر دے وہ کہنے لگا یا رسول اللہ! کیا میں یہ کھجوریں کسی اپنے سے زیادہ غریب آدمی کو دوں تو خدا کی قسم مدینہ منورہ کے سارے شہر میں مجھ سے زیادہ غریب گھرا کسی کا نہیں یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منس پڑے حتیٰ کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے آپ نے فرمایا جا تو یہ کھجوریں اپنے ہی گھر والوں کو کھلا دے ۶۰ صحیح بخاری و مسلم

اس حدیث میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی صفات کی عظمت و جلالت کا بیان ہے اللہ تعالیٰ نے جہاں آپ کو شارع اسلام اور حکام شریعت نافذ کرنے کا مجاز و مختار بنایا ہے وہاں آپ کو یہ امتیازات و تہذیب و فاضل و فاضلہ کے آپ جس کو چاہیں جس حکم شریعت سے چاہیں مستثنیٰ فرما

زیر نظر حدیث اس بات کا ایک واضح ثبوت ہے۔

مندرجہ بالا حدیث کو بار بار پڑھیے اور عظمت مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازہ کیجیے۔ ذرا دیکھئے تو سہی کہ روزے کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا ساتھیوں کو کھانا کھلانا یا دو ماہ کے متواتر روزے رکھنا ہے لیکن سائل دربار نبوت میں ان تینوں حکموں میں سے کسی پر بھی عمل کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا اور اپنی معذوری ظاہر کرتا ہے تو حضور علیہ السلام یہ نہیں فرماتے کہ بندہ خدا اللہ کا جو حکم تھا وہ میں نے بیان کر دیا ہے آپ میرے اختیار و تصرف میں کچھ نہیں ایسا ہرگز نہیں فرمایا بلکہ سائل کو خود اپنی بارگاہ عظمت پناہ سے کھجوریں عنایت فرما کر فرماتے ہیں جا یہ کھجوریں اپنے ہی گھر والوں کو کھلا دے تیرے روزے کا کفارہ ادا ہو گیا۔

امام شحرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب کشف الغم میں نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ہی خدا داد اختیارات و خصوصیات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کان لہ ان یتخص بہ اشاء یمشاہن انہ حکام۔ حضور علیہ السلام کو حق حاصل ہے روزوں کو چاہیں جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ فرما دیں۔

خزائن الارض کا مالک

حدیث ۱۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالْغَيْبِ وَبَيَّنَّ أَنَا لِسْمِ
رَبِّ تَنبِيٍّ أَوْ تَنْبِيٍّ بِمَقَاتِلِ خَيْرِ أَهْلِ الْأَرْضِ فَوَضَعْتُ فِي يَدِي
ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جامع کلام دے کر بھیجا گیا ہے اور میری مدد کفار کے دلوں
میں رعب ڈال کر کی گئی ہے میں بندگی حالت میں تھا کیا دیکھتا ہوں کر ٹھے زمین
کے سب خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں اور میرے ہاتھ میں دے دی گئیں۔

صحیح بخاری مؤلف

مندرجہ بالا حدیث میں شہنشاہ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین خصائص
جلید کا بیان ہے۔ اول، اللہ تعالیٰ نے آپ کو جامع کلام نبی قرآن حکیم
عطا کیا جس کے مضامین اور الفاظ نہایت مختصر لیکن معنوی طور پر ایک ایک حرف
میں علم و عرفان کے دریا موجزن ہیں۔

دوم، اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین کے دلوں میں آپ کی ہیبت ڈال
کر آپ کی تائید و نصرت فرمائی دشمنان اسلام کو سوس دو صرف آپ کا
نام ہی سن کر کانپ اٹھتے تھے۔

سوم، اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے تمام خزانوں کی چابیاں آپ کے
دست مبارک میں دے کر آپ کو خزان ارضی و سماوی کا مالک و مختار بنایا ہے
شیخ عبدالحی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات میں اسی حدیث
کے تحت لکھتے ہیں کہ ظاہری طور پر تو آپ کو صرف زمین کے خزانوں کی چابیاں

کی ہیں مگر حقیقتاً معنوی اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمین و آسمان، ملک و
دولت کے سب خزانوں کی چابیاں عطا کی ہیں زمین کی کوئی شخصیت نہیں۔

غور کیجئے سرکار دو عالم زمین و آسمان کے خزانوں کے مالک اور باذن اللہ
عالم میں تصرف کرنے کے مختار اور مجاز ہیں۔ دنیا کو دین و دنیا کی دولت اور مال و
مالا مال فرماتے ہیں لیکن خود اپنی ساری زندگی مہایت فقیرانہ انداز سے بسر کر
دی کسی شاہزادہ و شوکت کا اظہار نہ فرمایا بلکہ نبی کی دن کا شانہ نبوت میں روٹی
کے لئے آگ نہ جلائی گئی صرف ایک کھجور اور سادہ پانی پر زندگی گزار دی۔

سب کچھ آپ کا اختیار ہی تھا۔ چنانچہ مختار کو نبین صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی
وجہ معطرہ حضرت عائشہ صدیقہ سے فرمایا۔

يَا عَائِشَةُ كُذِّبْتُ لَسَارَتِ مَعِي اے عائشہ اگر میں چاہتا تو میرے ساتھ
جِبَالُ الذَّهَبِ (مشکوٰۃ) سونے کے پہاڑ چلتے۔

قاسمِ نعم الہی

حدیث مبارکہ: عَنْ جَابِرِ بْنِ الْأَنْبَسِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: قَالُوا جُعِلَتْ قَاسِمًا أَمْثَلُكُمْ بَيْنَكُمْ كُفْرًا۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو اور میری کیفیت پر کسی کی کیفیت نہ رکھو کیونکہ قاسم
مجھے ہی بنایا گیا ہے میں تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کے انعامات تقسیم کرتا ہوں۔

صحیح بخاری مؤلف

یہ حدیث صحاح ستہ کی کتابوں میں مختلف الفاظ میں متعدد جگہ موجود ہے۔
 اس میں حضور نے اپنا نام رکھنے کی اجازت دی ہے اور اپنی کنیت سے منع
 فرمایا ہے۔ حضور علیہ السلام کو ابوالقاسم کنیت سے یاد کرنے کی دو وجوہات
 بیان کی گئیں ہیں ایک وجہ یہ ہے کہ آپ کے ایک صاحبزادے کا نام قاسم تھا
 اس اعتبار سے آپ کو ابوالقاسم حضرت قاسم کے والد کہا جاتا ہے اور دوسرے
 وجہ وہ ہے جو مندرجہ بالا حدیث میں بیان کی گئی ہے اور یہی وجہ حضور نے
 بیان فرمائی ہے کہ میں قاسم ہوں کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے انعامات و عنایات
 مخلوق میں تقسیم کرتا ہوں۔

قاسم جنت

پچھلے صفحات پر بیان ہو چکا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے
 خزانوں کے مالک ہیں اور زیر نظر حدیث میں ان خزانوں کے تقسیم کا بیان ہے
 اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو تمام خزانوں کا مالک و مختار بنا کر ان میں تصرف
 کرنے کا اختیار دیا ہے حضور جس کو چاہتے ہیں جتنا چاہتے ہیں اور جو چاہتے
 ہیں عطا فرماتے ہیں۔ چنانچہ بخاری شریف میں یہی ارشاد مزید وضاحت کے
 ساتھ اس طرح منقول ہے :

إِنَّمَا أَنَا قَاسِمُهُ وَاللَّهُ يُعْطِي - میں تو صرف تقسیم کرتا ہوں اور اللہ دیتا ہے۔
 ترجمہ : حضرت ربیعہ ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں
 اللہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتا تھا (ایک رات)
 میں نے آپ کی خدمت میں وضو کے لیے پانی اور دوسری ضرورت کی اشیاء
 پیش کیں تو آپ نے خوش ہو کر فرمایا : ربیعہ ! مانگو تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ !

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا چیز تقسیم فرماتے ہیں ؟ ہر وہ چیز جو اللہ دیتا ہے اس کے
 بلکہ جو چیز اور نعمت خالق کتنا سے مخلوق کو ملتی ہے وہ آپ ہی کے دستِ کرم وادہ اور بھی کچھ سوال کرو میں نے کہا بس یہی ایک تھا بنے پھر حضور نے فرمایا

اپنی ذات کے لیے زیادہ بندوں سے میری مدد کرنا۔ (صحیح مسلم)
 یہ حدیث شہنشاہِ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان بے شمار خدایاں
 انعامات و عنایات کی تفسیر اور جو دوسخا کا ایک واضح ثبوت ہے جن کا پہلے بیان
 گذر چکا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت
 نہایت ایمان افروز اور محبت رسول سے لبریز تبصرہ فرماتے ہوتے لکھتے ہیں
 ”اس حدیث سے یہ معلوم ہو گیا کہ سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کے دستِ مبارک میں ہے۔ آپ اپنے رب کے حکم سے جس کو
 چاہیں جو چاہیں عطا کریں۔“

اس تصریح کے بعد عربی و فارسی کے دو شعر نقل کرتے ہیں۔

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَصَوْنَهَا
 وَمِنْ عَزْمِكَ عِلْمُ النُّجُومِ وَالْقَدَرِ

اگر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری
 بدرگاہِ شہسازِ ہرچہ خواہی آن تمنا کمن

اے شاہِ کونین! دونوں جہاں آپ ہی کے جود و کرم کا نتیجہ ہیں۔ اور لوگوں
 قلم کا علم تو آپ کے علم کا ایک حصہ ہے۔ اگر دو جہاں کی بھلائی اور بہتری چاہتے
 تو آپ کی بارگاہ میں آؤ جو مانگو گے وہ ملے گا۔

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے نیچے
 رقمطراز ہیں:

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ
 اللہ کے خزانوں سے جو چاہیں عطا کریں۔ اسی وجہ سے ائمہ کرام
 نے یہ چیز آپ کے خصائص میں شمار کی ہے کہ حضور جس کو چاہیں
 اور جو چاہیں عطا کریں بلکہ یہاں تک منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
 جنتِ آپ کے پیرِ دکر دی ہے تاکہ آپ جس کو چاہیں جنتی عطا کریں
 جنت عطا کریں۔

مالک کونین میں گوپاس کچھ رکھتے نہیں
 دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے عالی باتھ میں

نہیں ستا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

حدیث ۱۹: عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 عَنْ تَابِيْنٍ جَبَلَيْنِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ فَأَتَى قَوْمَهُ فَقَالَ إِنِّي قَوْمٌ أَسْلَمُوا
 فَوَاللَّهِ أَنَّ مُحَمَّدًا لَيُعْطِي عَطَاءَ مَا يَخَافُ الْفَقْرَ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم سے کبرویں کا ایک ریلوڑ مانگا جو دو پہاڑوں کے درمیان پھیلا ہوا
 تھا تو آپ نے وہ ریلوڑ اس کو دے دیا وہ شخص اپنی قوم سے جا کر کہنے لگا۔ اے
 میری قوم کے لوگو! مسلمان ہو جاؤ۔ اللہ کی قسم محمد سے اللہ علیہ وسلم اتنا دیتے
 ہیں کہ فقر کا ڈر نہیں رکھتے۔ (صحیح مسلم)

مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا فِي تَشْهَدُ
لَوْلَا التَّشْهَدُ كَانَتْ لَأَعْدَاءُ نَعْمُ
وہ کیا جو دو کرم جے شاہ بطحا تیرا
نہیں سُنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
(اعلیٰ حضرت)

نبی کے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

حدیث ۲: عَنْ مُسْلِمَةَ ابْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ سَرَجَلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهِ فَقَالَ كُلُّ يَمِينِكَ قَالَ لَا
أَسْتَطِيعُ قَالَ لَا أَسْتَطَعْتُ مِمَّنْعَهُ إِلَّا الْيَبْرُ قَالَ فَمَا نَفَعَهَا
إِلَّا فِيهِ -

ترجمہ: حضرت مسلمہ ابن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک
شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باتیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو حضور نے فرمایا
دائیں ہاتھ سے کھا۔ اس نے کہا میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ آپ نے فرمایا
تو دائیں ہاتھ سے نہ کھا سکے۔ چونکہ وہ شخص ازراہ تکبر باتیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا
تھا۔ راوی کہتے ہیں وہ دوبارہ کبھی دایاں ہاتھ منہ تک نہ اٹھا سکا۔ (صحیح مسلم)
مذکورہ بالا ارشاد نبوت اس حقیقت کا واضح ثبوت ہے کہ حضور مختار کونین
صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مافوق الاسباب امور میں بھی تصرف کا

ارض و سما کی دولت قدموں میں ہے۔ فرشتے تاعرش زیرنگیں ہے جن
انس و حور و ملک تابع فرمان ہیں اشارے سے چاند دو پارہ ہو جاتے اور ڈوب
سورج پلٹ آئے، انگلیوں سے چشمے بہا کر ڈیڑھ ہزار پیاسوں کی پیاس بجھا
دی، چار سیر گندم سے ہزار مجاہدوں کا پیٹ بھر دیا، پیالہ بھر دودھ سے ستر
صحابہ کو سیراب کر دیا۔ ایسی جلالت شان کا مالک ہونا پھر سب کچھ راہِ خدا
میں لٹا دینا اپنے جو دو کرم اور سخاوت سے دنیا بھر کو املا مال کر دینا خود
بھوکے رہنا اور دوسروں کو کھلانا ساری زندگی کے شب و روز اسی طرح
بسر کر دینا صرف تاجدارِ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی حصہ ہے۔

مذکر جب بالا حدیث آپ کے جو دو کرم اور سخاوت کی ادنیٰ مثال ہے
علماء کرام نے لکھا ہے کہ ان بکریوں کی تعداد پچاس ہزار تھی۔ ایسی سخاوت
فیاضی کی مثال تاریخ نہیں پیش کر سکتی بخیر فرماتے ہیں اگر احمق پہاڑ بھی میرے
لیے سونابن جانتے تو میں اسے تین دن سے پہلے راہِ خدا میں تقسیم کر دوں اور بجز اللہ
قرض کے اپنے پاس کچھ نہ رکھوں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں بخیر کی سخاوت تمام لوگوں سے
زیادہ تھی اور آپ بارش لانے والی بادِ رحمت سے بھی بڑھ کر فیاض تھے حضرت
جابر ابن عبداللہ فرماتے ہیں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سوال کیا ہو اور آپ نے نہ فرمایا ہو یعنی انکار کیا ہو۔ فر دُوقی نے کیا
خوب کہا ہے۔

اختیار بخش ہے اس لیے آپ باذن اللہ ان امور میں تعریف کے مختار و مازون ہیں
قرآن حکیم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام مقدس کو وحی خدا قرار
دیا ہے جس طرح وحی ربانی برحق اور ایک نہ ٹٹنے والی صداقت ہے۔ اسی
طرح زبان مصطفیٰ سے صادر ہونے والا کلام بھی ایک اٹل حقیقت ہے تیر
اپنے نشانہ سے خطا ہو سکتا ہے مگر کلام مصطفیٰ کبھی خطا نہیں ہو سکتا۔

مندرجہ بالا حدیث اسی حقیقت کی آئینہ دار ہے۔ حکم ابن ابوالعاص نے
مختار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا استہزاء و مذاق کرتے ہوئے اپنا منہ ٹیڑھا کیا
آپ نے فرمایا جابر منہ اسی طرح رہے گا۔ چنانچہ اس گستاخ رسول کا منہ مرتے
دم تک اسی طرح ٹیڑھا رہا۔ (سیرت ابن ہشام)

بخاری و مسلم میں مختار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات و تصرفات
کی مذکورہ تصریحات سے بھی واضح شہادت موجود ہے۔ چنانچہ بارگاہ خاتم الانبیاء
کے بعد القدر خدام حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس ایمان افر و حدیث
کی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ مصطفویٰ میں بطور کاتب متعین
تھا۔ وہ دین اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو گیا اور مشرکین سے جا ملا۔ اس پر ہی مختار
صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے جلال میں آگریہ ارشاد صادر ہوا۔
(إِنَّ الْأُمُصَّ لَا تَقْبَلُهُ)۔
بے شک زمین اس کو قبول نہیں کرے۔

(صحیح بخاری و مسلم)۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ مجھے ابو طلحہ نے بتایا کہ میں اسس جگہ گیا جہاں

وہ مرتد مرا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ اس کی لاش بے گور و کفن باہر پڑی ہے۔ میں
نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ لاش قبر سے باہر کیوں پڑی ہے تو انہوں نے بتایا
کہ ہم نے اس کو کئی بار گہری سے گہری قبر کھود کر دفن کیا ہے لیکن زمین اس
کو قبول نہیں کرتی اور باہر پھینک دیتی ہے۔

وہ زباں جس کو سب کن کی گئی کہیں

اس کی نافذ حکومت پر لاکھوں سلام

علم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء دقیقہ دال عالم

حدیث ۲۱: رَعْنِ حَدِيثُهُ قَالَ قَامَ فَيُنَادِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَقَامًا مَشَرَكُ شَيْءٌ يَكُونُ فِي مَقَامِهِ ذَلِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِنْ حَدَّثَ
بِهِ حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ وَلَيْسَ مِنْ لَيْسَةٍ قَدْ عَلِمَهُ أَصْحَابِي لَهُوَ لَوْ
وَأَيْتُهُ لَسَيَكُونُ مِنْهُ الشَّيْءُ قَدْ لَيْسَتُهُ فَاسْرَأْ فَإِذَا كُرْتُ كَمَا يَذْكُرُ
الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ إِذَا عَابَ عَنْهُ ثُمَّ إِذَا سَرَأَ عَصْرَةً

ترجمہ ہر حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ایک دن کھڑے ہوئے اور کوئی بات

حال میں چھوڑا کہ کوئی پرندہ اپنے پر بھی نہیں ہلاتا مگر آپ نے ہمیں
پہلے ہی اس کی خبر دے دی (مسند احمد)

ان ہی مذکورہ بالا دلائل و شواہد کی بنا پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
وہابی نے غیب کل کہا جاتا ہے علماء اُمت اور ائمہ شریعت نے اس ناقابل تردید
حقیقت پر مہر تصدیق ثبت فرمائی، مجمع النہایہ میں علامہ شنفاتی فرماتے ہیں کہ یہ
وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وفات
نہیں دی جب تک کہ آپ کو ہر چیز کا علم نہیں سکھایا۔ ۷۰

اُمی و دقیقہ دان عالم
بے سایہ و ستابان عالم
وہابی نے مَآ کَانَ و مَا یَکُون

حدیث ۲۲ ہر عَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ
مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ
وَلَيْسَتْهُنَّ مِنْ نُسَيْبَةٍ .

ترجمہ ہر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک دن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے کھڑے ہوئے پس آپ نے ابتداء
خلق سے لے کر جہنمیوں کے جہنم اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل

نہ چھوڑی جو قیامت تک ہونے والی تھی مگر آپ نے وہ بتا دی یا درمیں یہ باتیں
اس کو جس نے ان کو یاد رکھا اور مجبُول گئیں اس کو جس نے ان کو بھلا دیا۔ میرے
یہ دوست اس کو جانتے ہیں اور کبھی ان باتوں میں سے کوئی بات وقوع پذیر
ہوتی جو مجھے مجبُول گئی ہو تو مجھے یاد آجاتا ہے جیسے ایک انسان کو ایک ایسے
آدمی کی صورت یاد آجاتی ہے جو ایک عرصہ حُجَّار ہا پھر جب وہ نظر آتا تو فوراً
پہچان لیتا ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ نے سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام موجودات ارضی و
سماوی کا اجمالی و تفصیلی علم عطا کیا ہے اور مندرجہ بالا حدیث جو حضرت امام
بخاری اور حضرت امام مسلم (رحمہما اللہ) کی روایت کردہ ہے حضور کے اس
وسعتِ علمی کا ایک کھلا اور واضح ثبوت ہے جب علی کل شئی قدیر نے اپنے
مُحبوبِ عربی کی نگاہوں سے تمام حجابات اٹھا کر تمام کائنات مثل کعب
دست سامنے رکھ دی ہے تو پھر دنیا کا وہ کون سا گوشہ، کائنات کا وہ کون
سا نقطہ اور بحر و بر زمین و آسمان کا وہ کون سا حصہ ہے جو نگاہِ مصطفوی سے
اوجھل ہے۔

یہ محض عقیدت و محبت و رسول کی وارفتگی میں ہی نہیں لکھ رہا بلکہ تربیت
گاہِ نبوت کے پروردہ اور بزمِ رسالت کے فیض یافتہ حضرت ابوذر غفاری رضی
اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا اور ہمیں اس

ہونے تک کے سارے حالات و واقعات بتا دیتے۔ یہ یاد رہا جس نے اس کو یاد رکھا اور بھول گیا جس نے اس کو بھلا دیا۔ (صحیح بخاری)

یہ حدیث علم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی عظمت اور آپ کے دانائے مآکان و مآیکون ہونے کی روز روشن سے بھی واضح دلیل ہے یا درہے یہ حدیث بخاری شریف کی ہے۔ وہ بخاری جس کے متعلق علماء متقدمین و متاخرین نے فیصلہ دیا ہے کہ صحیح بخاری قرآن حکیم کے بعد صحیح ترین کتاب ہے اس حدیث کو بغور پڑھیے اور پھر نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و ادراک اور آپ کی ہر دانی کا اندازہ کیجیے حضور نے ایک ہی دن ایک ہی نشست میں روز ازل سے ابداً لایا تک کے تمام حالات بیان فرما دیئے۔ مرقاۃ میں علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نبی اور نبوت کے معنی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

النَّبِيُّ هُوَ الْإِلَاحُ عَلَى كَرْنُوتِ كَامَعْنَى هِيَ غَيْبُ الْخَبَرِ الْغَيْبِ - (مرقات شرح مشکوٰۃ) دینا ہے۔

یعنی نبی کہتے ہی اس اولوالعزم ہستی کو ہیں جس کی نگاہ نبوت فرشتوں سے عرش بریں تک پہنچے۔ جو آسمان کی بلندیوں، زمین کی پستیوں، فضا کی وسعتوں اور سمندر کی گہرائیوں کا مشاہدہ کرے۔ نبی کہتے ہی اس ذات گرامی صفات کو ہیں جس کی چشم بصیرت کے سامنے ملاکوت و ملک کے تمام غیب عیاں ہوں جس کے سامنے ابتداء خلق سے ابداً لایا تک تمام اسرار و رموز خفییہ کھلی کتاب کی مانند ہوں۔

تمام صحابہ کرام اور متقین عظام کا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ جو کچھ پہلے ہو چکا ہے اور جو کچھ آئندہ ہوگا اللہ تعالیٰ نے ان سب امور کا علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے اس حقیقت کی تائید و تصدیق صحیح مسلم کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ اس حدیث کا بلا کم و کاست لفظی ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

حضرت ابو زید فرماتے ہیں ایک روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صبح کی نماز پڑھائی اور پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا یہاں تک کہ نمازِ ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ منبر سے اترے نماز پڑھائی اور پھر منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ فرماتے رہے یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا حضور منبر سے اترے نماز پڑھائی پھر منبر پر جلوہ فرما ہو کر غروب آفتاب تک خطبہ ارشاد فرماتے رہے۔ ابو زید کہتے ہیں (اس طویل خطبہ میں) حضور نے ہمیں مآکان و مآیکون جو کچھ پہلے ہو چکا تھا اور مآھو کارکن اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے اس کی خبر دی ہم میں بڑا عالم وہ شخص ہے جس کو یہ خطبہ زیادہ یاد ہے۔

مجھ سے جو چاہو پوچھو

حدیث ۲۳ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَّرَ حِينَئِذٍ رَأَيْتُ الشَّمْسَ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى نَبْتٍ فذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ أَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا أُمُوسًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُسْأَلَ عَنْ شَيْئٍ فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ فَوَاللَّهِ

وَلَسْتُ فِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هَذَا
قَالَ أَنَسٌ فَأَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءُ وَكَثُرَ سُؤْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي قَالَ أَنَسٌ فَقَامَ إِلَيْهِ جُلٌّ فَقَالَ آيُنِ
مُدْخِلِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ النَّاسُ فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُدَافَةَ فَقَالَ
مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَبُو لُفٍ حُدَافَةُ قَالَ ثُمَّ أَكْثَرُوا أَنْ
يَقُولَ سَلُونِي سَلُونِي قَالَ فَكَرِهَ عُمَرُ عَلَى دُكْبِيهِ فَقَالَ
مَرْضِيئًا بِاللَّهِ رَبَّاءُ وَابْنُ سُلَاحٍ وَبِصَحْبِهِ سُؤْلُهُ قَالَ فَكُنْتُ
دُسُورًا لِلَّهِ حِينَ قَالَ عُمَرُ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُولَى وَالْأَذَى نَفْسِي بِيَدِكَ لَقَدْ عَرِضَتْ عَلَيَّ
الْجَنَّةُ وَالنَّارُ أَيْضًا فِي عَرْضِ هَذَا الْحَاطِطِ وَأَنَا أَصِلْتِي فَلَمْ
أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک
روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلے اپنے گھر سے باہر تشریف لائے اور
نماز ظہر پڑھائی سلام پھیرنے کے بعد آپ منبر پر جلوہ فرما ہوئے آپ نے قیامت
کا ذکر کیا اور فرمایا قیامت سے پہلے بہت سے عظیم واقعات رونما ہوں گے
پھر حضور نے فرمایا جو شخص کسی چیز کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہے وہ سوال
کرے اللہ کی قسم جب تک میں اس جگہ کھڑا ہوں مجھ سے جو سوال کرو گے
میں بتاؤں گا حضرت انس کہتے ہیں یہ سن کر تمام لوگ رونے لگے اور رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہ فرماتے رہے کہ مجھ سے سوال کرو۔ حضرت انس کہتے
ہیں ایک شخص نے کھڑے ہو کر پوچھا: یا رسول اللہ! میرا ٹھکانہ کہاں ہے آپ
نے فرمایا دوزخ میں۔ پھر عبد اللہ ابن حذافہ کھڑے ہوئے اور عرض کی،
یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ حضرت انس
کہتے ہیں پھر حضور بار بار فرمائے گئے مجھ سے پوچھو، مجھ سے پوچھو۔ یہ دیکھ کر
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے سامنے دوزانو بیٹھے اور یہ پڑھا:
مَرْضِيئًا بِاللَّهِ رَبَّاءُ وَابْنُ سُلَاحٍ سَلَامٌ دِينًا وَبِهِ حَمْدٌ مَرَّ سُوْرًا۔ حضرت
عمر کے یہ فرمانے پر حضور خاموش ہو گئے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھے ابھی ابھی نماز کی حالت
میں اس دیوار کے سامنے جنت و دوزخ دکھائی گئی ہے اور میں نے آج
کی طرح خیر و شر کا منظر کبھی نہیں دیکھا۔ (صحیح بخاری)

صحیح بخاری کتاب التفسیر میں یہ حدیث آیت لَا تَسْأَلُونَنَا عَنْ شَيْءٍ
أَنْ تَبْذَلَكُمْ تَسْأَلُكُمْ کے تحت وارد ہے آیت میں مسلمانوں کو
حضور علیہ السلام سے بے جا سوالات سے منع کیا گیا ہے کیونکہ ایسے
سوالات آپ کی طبیعت پر گراں گزرتے تھے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور
بعض دفعہ اس قسم کے سوال پر خاموش ہو جاتے اور کوئی جواب نہیں دیتے
تھے جس سے منافقین کو حریف گیری اور آپ کے علم پر اعتراض کا موقع مل
جاتا۔ بنا بریں ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب کچھ لوگوں نے

بکثرت سوال کیے تو آپ جلال میں اگر منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور نہ کورہ
ارشادات نبوت صا در فرمائے۔

صحیح بخاری میں ہی یہ حدیث ایک دوسری جگہ اس طرح ہے
کہ جب بعض حضرات آپ سے بار بار سوال کرنے لگے تو آپ جوش میں آ
گئے اور فرمایا سَلَوْنِي عَمَّا بَشَرْتُمْ، مجھ سے جو چاہو پوچھو۔ ایک شخص
نے اٹھ کر پوچھا میرا باپ کون ہے۔ آپ نے فرمایا تیرا باپ حذیفہ ہے
ایک اور آدمی نے عرض کیا میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا تیرا باپ
شیدہ کا غلام سالم ہے۔

غور کیجئے علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت اور ہمہ گیری، جنتی
اور دوزخی ہونا ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا تعلق انسان کے خاتمہ زندگی
سے ہے اسی طرح حقیقی والد کی نشاندہی والدہ کے سوا کوئی انسان نہیں
کر سکتا مگر حضور علیہ السلام اپنے وسیع خداداد علم نبوت کی روشنی میں ان تمام
مخفی امور اور پچھے جمیدوں سے پردہ اٹھا دیتے ہیں۔

پھر آپ کی نگاہ نبوت اور پیغمبرانہ بصارت کی عظمت دیکھیے۔ جنت
سات آسمانوں سے اوپر واقع ہے اور دوزخ سب زمینوں کی تہ میں ہے
مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قدر تیز اور بلند نگاہ بخشی ہے کہ آپ مسجد
نبوی میں کھڑے بیک نگاہ جنت و دوزخ کے مختلف مناظر ملاحظہ فرما رہے
ہیں۔ ۷۰

سر عرش پہ تیری گذر دل فرس پہ ہے تیری نظر
ہلا کوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہ ہو

نظر کی پرواز تو بہت بلند ہے اگر سامنے کوئی پردہ حائل نہ ہو تو ماؤٹھا
کی نظر کئی میلوں کا احاطہ کر لیتی ہے تو نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی
پرواز اور رسائی کہاں تک ہوگی۔ اس کا تو کوئی فرد بشر اندازہ ہی نہیں
کر سکتا جب کہ نگاہ مصطفیٰ کے سامنے بالا و پست ایک ہے پس و پیش
یکساں ہیں کوئی حجاب کوئی اوٹ درمیان میں مائل نہیں ہو سکتی۔

نگاہ مصطفیٰ جس طرح نزدیک والوں کو دیکھتی ہے اسی طرح دور والوں
کو بھی ملاحظہ فرماتی ہے آپ جس طرح سامنے والوں کو دیکھتے ہیں اسی
طرح پیچھے والوں کو ملاحظہ فرماتے تھے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں کہ حضور علیہ السلام
جس طرح سامنے والوں کو دیکھتے تھے اسی طرح آپ پیچھے والوں کو بھی دیکھتے تھے۔

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ
ایک مرتبہ جماعت کی تکبیر ہو چکی تھی کہ دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے
بخاری طرف رُخ اور پھر کر فرمایا صفوں کو سیدھا رکھو اور باہمی خوب
مل کر رہو۔

فَاتِيْنَاكُمْ مِنْ وُجْهِ ظَهْرِيْ بلاشبہ میں تمہیں اپنی پیٹھ کی طرف
(صحیح بخاری) سے بھی دیکھتا ہوں۔

بخاری و مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے فرمایا رکوع اور سجود پوری طرح ادا کیا کرو۔ اللہ کی قسم میں تمہیں اپنی پشت کی طرف سے بھی دیکھتا ہوں۔

مذکورہ بالا احادیث میں آپ نگاہِ مُسْطَفَوٰی کی ہمہ گیر وسعت کی چند جھلکیاں دیکھ چکے ہیں۔ اب آپ کے خدا داد تصرف و اختیار کی بھی ایک ایمان افروز حدیث ملاحظہ کیجیے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سرزمینِ مدینہ منورہ میں نمازِ خسوف پڑھا رہے ہیں کہ اثنائے نماز میں نگاہِ نبوت فضا نے ارضی کے سینکڑوں کثیف حجابات اور آسمان کے صمد ہالطیف حجابات کو چیرتی ہوئی جنت کا مشاہدہ فرماتی ہے اور ساتھ ہی آپ کا یہ اللہ صفت ہاتھ اٹھتا ہے اور ستر سال کی مسافت پر دو رباغِ بہشت کے ایک خوشہ انگور کو پکڑ لیتا ہے، صحابہ کرام کی قدسی جماعت دست بستہ قبلہ رویہ حیرت انگیز منظر دیکھ رہی ہے۔ چنانچہ راوی حدیث حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ختم فرمائی تو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو نماز کی حالت میں ہاتھ اٹھا کر کوئی چیز پکڑتے دیکھا اور پھر ہم نے دیکھا کہ آپ نے ہاتھ روک لیا تو شہنشاہِ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي سَأَلْتُ الْجَنَّةَ فَلَنَأْتِيَتْ عَنُقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهَا لَأَكَلْتُهَا
بے شک میں نے جنت کو دیکھا اور اس کا ایک خوشہ پکڑ لیا اگر

مِنْهُ مَا بَقِيَتْ الدُّنْيَا۔ میں اس کو توڑ لانا تو تم اسے (بخاری و مسلم) رہتی دنیا تک کھاتے رہتے۔

ایک دن پہلے بتا دیا

حدیث ۲۴۲۲ عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاوَسَ حِينَ بَلَغَتْ أَرْبَعُونَ سَفِيَانًا وَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَمَرْتَانِ أَنْ تُخَيِّصَهَا الْبَحْرَ لَخَضَمْنَا وَلَوْ أَمَرْتَانِ أَنْ تُضْرِبَ أَكْبَادُهَا إِلَى بَرْكِ الْعَمَادِ لَفَعَلْنَا قَالَ فَذَبَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ فَأَنْطَلَقُوا حَتَّى نَزَلُوا أَبْدًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا مَصْرُوعٌ فَلَا يَنْ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ هَهُنَا وَهَهُنَا قَالَ فَمَا صَاطَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعٍ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہمیں ابوسفیان کے محلہ آور ہونے کی خبر ملی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا مقابلہ کرنے کے لیے صحابہ سے مشورہ طلب کیا تو سعد ابن عباد نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر آپ ہمیں سمندر میں کود جانے کا حکم دیں تو ہم

میں کرنے کے لئے قاصر ہے۔ بیحد دشمنان اسلام کو ہزار ذلت و روائی شکست
دی۔

حضرت انس فرماتے ہیں پھر ہم نے حضور کی ہمدانی کی صداقت کا
نظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ایک دن پہلے آپ نے جس جس کا فر کے مرنے
ل جو جگہ آپ دست مبارک سے نشان لگا کر بتائی تھی وہ کافر اسی جگہ مرا
پڑا تھا۔

نگاہ نبوت

حدیث ۲۵: رَعْنِ أَنَسٍ قَالَ لَعْنَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
زَيْدًا وَجَعْفَرَ ابْنِ سَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ حَبْرُهُمْ
فَقَالَ أَخَذَ الرَّأْيَةَ زَيْدًا فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ
جَعْفَرَ فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ ابْنَ سَاحَةَ فَأَصِيبَ وَعَيْنَاهُ
تَذُرُّ فَإِنْ حَتَّى أَخَذَ الرَّأْيَةَ سَيْفٌ مِنْ سَيُوفِ اللَّهِ
يَعْنِي خَالِدَ ابْنَ وَلِيدٍ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حضرت زید حضرت جعفر اور ابن رواحہ کے شہید
ہونے کی اطلاع میدان جنگ سے خبر آنے سے پہلے ہی دے دی۔
آپ نے فرمایا پہلے جھنڈا حضرت زید نے اٹھایا اور لڑتے ہوئے شہید ہو

اس میں کو دو جائیں گے اور اگر آپ ہمیں برک غماد تک پہنچائی کرنے
کا حکم دیں تو ہم ایسا ہی کر گزریں گے حضرت انس کہتے ہیں پھر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کیا اور چل پڑے یہاں تک میدان بدر میں
جائے تھے اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ فلاں کافر
کے مرنے کی جگہ ہے اور آپ زمین پر ہاتھ رکھ کر فرماتے تھے کہ یہاں
فلاں کافر مرے گا اور اس جگہ فلاں کافر مرے گا۔ حضرت انس کہتے ہیں
کہ ان میں سے ایک کافر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی
ہوتی جگہ سے ہٹ کر نہ مرا۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث میں غزوہ بدر کا ذکر ہے جو دو ہجری میں واقع ہوئی مشرکین
مکہ ایک ہزار فوج سے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے حضور علیہ السلام بھی
تین سو تیرہ سو فروشانِ حق کی مٹھی بھر جماعت لے کر میدان بدر میں جا اترے۔
جنگ سے ایک دن پہلے حضور نے میدان جنگ کا معائنہ فرمایا اور
اپنے خدا داد علم نبوت کی روشنی میں کل رونما ہونے والے واقعات و معالمت
سے مجاہدین اسلام کو آگاہ فرمایا کہ انشاء اللہ کل یہاں کافر مرے گا اور اس
جگہ فلاں کافر کی لاش گرے گی۔

دوسرا دن آیا حق و باطل کی پہلی اور فیصلہ کن لڑائی کا باز اگر گرم ہوا۔
شہج رسالت کے پروانوں نے نہایت بے سرو سامانی کی حالت میں جان بازی
اور سر فرشتی کی جو بے مثال اور لافانی روایات قائم کیں تاریخ اس کی نظیر

کئے پھر پرچم اسلام حضرت جعفر نے اٹھایا وہ بھی لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔
 اس کے بعد پرچم اسلام حضرت ابن رواحہ نے اٹھایا تو وہ بھی کفار سے لڑتے
 ہوئے شہید ہو گئے حضور یہ بتا رہے تھے اور آپ کی چٹان مبارک سے آنسو
 بہہ رہے تھے یہاں تک کہ پرچم اسلام اللہ تعالیٰ کی تلوار یعنی حضرت خالد
 بن ولید نے اٹھایا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دشمنوں پر فتح دی ۱۰ صحیح بخاری
 مندرجہ بالا حدیث میں جنگ موتہ کا ذکر ہے جو ملک شام میں لڑی
 گئی۔ ملاحظہ کیجیے شاہ ہر دوسرا مدینہ منورہ میں بیٹھے کوسوں دور ملک
 شام میں میدان جنگ کا معائنہ فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب
 کی نظروں سے تمام پردوں کو ہٹا دیا ہے آپ اس خدا داد قوت
 بصارت سے تحت الثریٰ سے عرش علیٰ تمک دور و نزدیک کو یکساں
 ملاحظہ فرماتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر وسیع علم و ادراک
 کی نعمت سے نوازا ہو کیا اس سے کائنات کا کوئی گوشہ اوجھل رہ سکتا ہے
 کتب اعمادیث گواہ ہیں کہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اس مہم پر لشکر روانہ کرنے سے پہلے ہی اجمالی طور پر آئندہ رونما
 ہونے والے حالات کا نقشہ دکھا دیا تھا چنانچہ آپ نے فرمایا کہ اگر حضرت
 زید سپہ سالار لشکر اسلام شہید ہو جائیں تو پرچم اسلام حضرت جعفر اٹھالیں
 اگر وہ شہید ہو جائیں تو پرچم حضرت زکواۃ تمام لیں اگر وہ بھی شہید ہو جائیں
 تو پھر مسلمان جس پر متفق ہو جائیں اس کو امیر لشکر بنالینا۔ وہی نقشہ

ماننے آیا جس کی تفصیل آپ نے پہلے ہی بتادی تھی۔

پھر عین اس وقت جب شام میں لشکر اسلام مصروف جنگ تھا حضور
 صبر پر جلوہ فرما ہوتے نگاہ نبوت میوں دور سینکڑوں حجابات کو چیرتی ہوئی
 میدان جنگ کو دیکھ لیتی ہے حضور نے جنگ کی صورت حال سے صحابہ کرام
 کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا۔ لشکر اسلام کے تینوں امیر یکے بعد دیگرے شہید ہو
 گئے ہیں اور اب پرچم اسلام حضرت خالد بن ولید نے اٹھایا ہے اور اللہ نے
 ان کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح دی ہے

مشرق و مغرب کا مشاہدہ

حدیث ۳۲۱ ر عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 ان الله سارى الى الامراض فسلمت مشاسرها ومغاريها وان
 امي سيبغ ملكها ما سروي في منها واعطيت الكزوين ال
 حمر والابيض واني سالت سري ان لا يهلكها بسنة عامته
 وان لا يسلط عليهم عدو من سوي انفسهم فيسبيج
 ينصتهم واني سالت سري قال يا محمد اني اذا قضيت قضاء
 فانه لا يسرد واني اعطيتك ان لا يهلكهم بسنة
 عامته وان لا يسلط عليهم عدو من سوي انفسهم
 فيسبيج ينصتهم ولو اجتمع عليهم من باقطارها حتى

يَكُونُ لِبَعْضِهِمْ لِبَعْضًا وَيَسْبِي بَعْضُهُمْ لِبَعْضًا
 ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے ساری زمین سمیٹ
 کر میرے سامنے رکھ دی پس میں نے اس کے تمام مشرق و مغرب کو دیکھا
 اور یقیناً میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک مجھے دکھایا گیا
 ہے اور مجھے سرخ اور سفید رنگ کے دو خزانے عطا کئے گئے ہیں میں نے
 اپنی امت کے لیے اپنے پروردگار سے یہ دعا مانگی کہ وہ اسے قحط سے ہلاک
 نہ کرے اور نہ ہی اس پر کوئی بیرونی دشمن مسلط کرے جو اس کو تباہ کرے
 تو میرے رب نے فرمایا اے محمد (علیہ السلام) جب میں کوئی فیصلہ کر
 دیتا ہوں تو اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا اور میں نے تمہیں تمہاری امت کے
 لیے یہ عطا کیا ہے کہ میں اس کو قحط سے ہلاک نہیں کروں گا اور نہ ہی اس
 پر اپنوں کے سوا کسی دوسرے دشمن کو مسلط کروں گا جو اس کو تباہ کر دے
 اگرچہ ساری دنیا کے کافر ہی اس کے خلاف کیوں نہ نکل آئیں لیکن
 تمہاری امت آپس میں قتل و غارت کرے گی اور ایک دوسرے کو قید
 میں ڈالے گی۔ (صحیح مسلم)

علم مصطفیٰ کی وسعت کو خدا جانتا ہے یا پھر مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء
 جانتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین کے مشارق و مغارب کا مشاہدہ کرایا
 ہے ہمیں اس قدر علم ہے کہ ارض و سما اور مملکت و ملک میں کوئی ایسی

چیز نہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ سکھائی
 ہو چنانچہ مشکوٰۃ شریف باب الساجد میں حضرت عبدالرحمن ابن عائش سے
 روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا میں نے اپنے رب کا دیدار کیا۔
 تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا اے حبیب! اس وقت ملا آعلیٰ کے فرشتے کس
 مسئلے میں بحث کر رہے ہیں میں نے عرض کی الہی تو ہی بہتر جانتا ہے مجھے
 علم نہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دست مبارک میرے کندھوں کے درمیان
 رکھا جس کی ٹھنڈک میرے دل میں غسوس ہوتی پس دست قدرت کے
 فیضان سے

فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ. مجھے زمین و آسمان کی ہر چیز کا علم ہو گیا۔
 مذکورہ تصریحات سے بعض دلوں میں شکوک
 ایک شہر کا ازالہ پیدا ہوتے ہیں کہ اس طرح تو علم خدا اور علم مصطفیٰ

میں برابری ظاہر ہوتی ہے جو شرک جیسے ظلم عظیم کے مترادف ہے یہ خیال
 دراصل توحید ربانی کی حقیقی رُوح اور اوصاف خداوندی سے لاعلمی کے
 باعث پیدا ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم غیر محدود اور ذاتی ہے ابتدا اور
 انتہا کے غیب سے پاک ہے اس کے برعکس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کا علم اللہ کا سکھایا ہوا ہے اور دائرہ عرش و فرش میں محدود ہے مزید
 برآں علم مصطفیٰ کو اتنی عظیم وسعت کے باوجود اللہ کے علم سے وہ نسبت
 بھی نہیں جو ایک قطرہ کو دریا سے ہے لہذا حضور علیہ السلام کو عالمِ مَآ

کائنات و مایکون تسلیم کرنے سے علم خدا اور علم مصطفیٰ میں برابری اور مساوات کی قطعاً کوئی بھی نسبت پیدا نہیں ہوتی اور نص قرآنی اور احادیث نبوی اس حقیقت پر گواہ ہیں ۔

تو دانتے ماگان اور مایکون ہے

مگر بے خبر، بے خبر دیکھتے ہیں

چشم تو بنیدہ ما فی الصدور

حدیث ۲۴ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَأْتِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ يَدْعِي إِلَيْهِ سَلَامٌ هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّاسِ فَلَمَّا خَفَوا الْقِتَالَ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ وَكَثُرَتْ بِهِ الْجَرَاحُ فَبَاءَ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ الَّذِي تَحْدِثُ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ فُكُثِرَتْ بِهِ الْجَرَاحُ فَقَالَ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَكَأَنَّهُ بَعْضُ النَّاسِ يَسْتَأْذِنُ قَبْلَ أَنْ يَكُونَ عَلَى ذَالِكَ إِذْ وَاجِدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجَرَاحِ فَأَهْوَى بِسَيْدِيهِ إِلَى كَتَائِبِهِ فَأَنْتَوَعَ سَهْمًا فَأَنْهَرَ بِهَا فَاسْتَدَّ رِجَالًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَدَقَ اللَّهُ حَدِيثَكَ قَدْ أَنْهَرُوا

فَلَا تَنْفَكُ نَفْسُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ يَابِذُونَ قَوْمَ مَا ذُنُ لَوْ يُدْخِلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَوْصِنَ وَأَنَّ اللَّهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالسَّحِيلِ الْفَاجِرِ -

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ جنین میں حاضر تھے، آپ نے ایک شخص کے متعلق جو اسلام کا دعویٰ کرتا تھا فرمایا کہ وہ دوزخی ہے جب لڑائی شروع ہوتی تو وہ شخص بڑی بہادری سے لڑا اور زخموں سے چور ہو گیا ایک آدمی نے اگر عرض کی یا رسول اللہ ! دیکھئے آپ نے جس شخص کو دوزخی بتایا تھا وہ تو اللہ کی راہ میں بڑی جگہ کی جگہ سے لڑ رہا ہے اور اس کو بکثرت زخم بھی آئے ہیں حضور نے فرمایا بہر حال وہ شخص دوزخی ہے قریب ہی تھا کہ بعض لوگ شک میں پڑ جاتے کہ اتنے میں وہ شخص زخموں کی تکلیف برداشت نہ کر سکا اور اس نے اپنے ہی ترکش سے تیر نکال کر خودکشی کر لی یہ منظر دیکھ کر لوگ بھاگ بھاگ حضور علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچا کر دیا ہے اس شخص نے خودکشی کر لی ہے یہ سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول برحق ہوں ۱۰ اسے بلال اٹھ اور اعلان کر دے کہ جنت میں صرف مومن ہی جاتے گا اور بیشک

اللہ تعالیٰ اس دین اسلام کی تائید و نصرت فاجرا آدمی سے بھی کراتے گا۔

(صحیح بخاری)

زیر نظر حدیث امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دانائے کل ہونے کی ایک واضح اور روشن دلیل ہے کیونکہ جنتی اور دوزخی ہونے کا دار و مدار موت اور خاتمہ زندگی پر ہے اس لیے کسی کے جنتی اور دوزخی ہونے کی وہی خبر دے سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے روز ازل سے ابدالاً بالذکر کا تمام اجمالی اور تفصیلی جزوی اور کلی علم عطا کیا ہو جو بذات الخلق سے دوزخ اور جنت میں داخل ہونے تک کے جملہ حالات و واقعات سے آگاہ ہو اور یہ مقام اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی مرحمت فرمایا ہے جو ۷۰ از روز جزو کل آگاہ بود در جہاں قائم بامر اللہ بود

ملاحظہ کیجیے سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و عرفان کی وسعت و عظمت کا وہ شخص جو غزوہ خین جیسے عظیم الشان معرکہ میں دشمنان اسلام کے مقابلہ میں سید سپر ہے بڑی جرأت بہادری سے لڑتے ہوئے مجاہدین اسلام سے داد شجاعت لے رہا ہے اس کی شہادت کے آثار یقینی نظر آرہے ہیں صحابہ کرام اس کو مجاہدین کی صفوں میں دیکھ رہے ہیں اور چند لمحوں بعد اس کے جنت سدھارنے پر یقین کیے ہوئے ہیں لیکن نگاہ مصطفویٰ اس کو دوزخ کی پستیوں میں دیکھ رہی ہے کیونکہ نگاہ صحابہ اس کے حقین کردار پر تھی اور نگاہ مصطفیٰ اس کے خاتمہ پر تھی۔

حجۃ اللہ علی العالمین میں ہے کہ ابو جہل کے بیٹے عکرمہ نے ایک انصاری صحابی کو شہید کر دیا جنہور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ خبر سن کر مسکراتے تو صحابہ کرام نے اس بے محل خوشی کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا میں اس لیے مسکرا رہا ہوں کہ قاتل اور مقتول جنت کے ایک ہی درجہ میں ہوں گے۔ چنانچہ فتح مکہ کے بعد عکرمہ مسلمان ہو کر شرف صحابیت سے مشرف ہو گیا۔
اے فروغت صبح اعصار روؤ ہو
چشم تو بندہ کافی الشہد

حضرت عمار کی شہادت

حدیث ۲۸، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْثُرُ حُرَيْنٌ يُحْفَرُ الْخَنْدَقُ فَيُجْعَلُ يَمْسَحُ مَرَأْسَهُ وَيَقُولُ بُوَيْبُ بْنُ سَمِيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَّةُ۔

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار سے فرمایا جب کہ وہ خندق کھود رہے تھے حضور ان کے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے اور فرماتے تھے اے سمیہ کے بیٹے! تجھے ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔

(صحیح مسلم)

پیارے غزوہ خندق شہر میں واقع ہوا اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ صفین میں شہادت پائی اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳۲ سال بعد ہونے والے ایک واقعہ کی اطلاع دی جو آپ کے تعلیم خداوندی دانائے غیوب ہونے کی بین دلیل ہے۔

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور کے اس ارشاد گرامی پر اس قدر کامل یقین اور ایمان تھا کہ ایک مرتبہ آپ سخت بیمار ہو گئے آپ کی بیوی اپنے شوہر کی زندگی سے مایوس ہو کر روئے گی تو آپ نے فرمایا نعم نہ کرو میں اس بیماری سے ہرگز نہیں مروں گا۔ میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا تھا کہ

”اے عمار! مجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا، اور دنیا کی تیری آخری خوراک دودھ ہوگا“

چنانچہ ایسا ہی ہوا اس خوشخبری کے ۳۲ سال بعد جنگ صفین میں حضرت عمار کو باغیوں نے گرفتار کر لیا اور آپ کو شہید کرنے سے پہلے دودھ کا ایک پیالہ دیا۔ حضرت عمار وہ دودھ پی کر مسکرائے کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا تھا کہ میری دنیا کی آخری خوراک دودھ ہوگی۔ اب دیکھو! مجھے حضور کے فرمان کے مطابق دودھ پلایا جا رہا ہے اس کے بعد باغیوں نے آپ کو شہید کر دیا۔

بس اک اشائے سے سب کی نجات ہو کے رہی
نبی کے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

قیصر و کسری کی ہلاکت

حدیث ۲۹۹ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَكَ كِسْرَى فَلَا يَكُونُ كِسْرَى بَعْدَهُ وَ قَيْصَرٌ لِيَهْدِيَنَّ شِمْلَهُ لَا يَكُونُ قَيْصَرٌ بَعْدَهُ وَ كَتَفَسِمُنْ كَتَفَسِمُنْ هُمَا فِي سَيِّئِ الدِّينِ وَ سَمَى الْحَضَبُ حَدَّ عَتَّةَ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسری ہلاک ہو گیا پس اس کے بعد اور کوئی کسری نہیں ہوگا اور قیصر بھی ہلاک ہو جائے گا پھر اس کے بعد کوئی دوسرا قیصر نہیں ہوگا اور تم ان دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم کرو گے اور آپ نے جنگ کو ایک فریب سے تعبیر کیا۔ (بخاری و مسلم)

امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر و کسری کی ہلاکت اور ان کی حکومتوں کی تباہی و بربادی کا اس وقت اعلان فرمایا جب قیصر و کسری کی حکمرانی کا سکہ ساری دنیا پر رائج تھا اور باقی تمام چھوٹے ملکوں پر ان کی بالادستی اور اجارہ داری قائم تھی کسی بڑے سے بڑے ملک کو بھی ان کے

سائنس بحال دم زدن نہ تھی۔

عالم برزخ نگاہِ مصطفیٰ میں

پھر اس قدر عظیم طاقت و قوت کی مالک حکومتوں کی تباہی و بربادی کا بظاہر کوئی سامان و امکان بھی نہ تھا لیکن نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ کی صداقت و حقیقت آفتابِ نبی کی طرح ثابت ہوئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں فرزندانِ اسلام کے ہاتھوں قیصر و کسریٰ اور ان کی حکومتیں ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئیں۔

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمدانی اور علم نبوت کی ہمہ گیری ملاحظہ کیجیے۔ آپ نے صرف قیصر و کسریٰ کی ہلاکت کی ہی خبر نہ دی بلکہ یہ بھی فرمایا کہ قیصر ہلاک ہو جائے گا اور اس کے بعد دوسرا کوئی قیصر نہ ہوگا اور کسریٰ کی ہلاکت کے بعد بھی کوئی کسریٰ پیدا نہیں ہوگا۔

آج دیکھ لیجیے کسریٰ کی موت کے بعد ایران میں پھر کوئی دوسرا کسریٰ پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی قیصر کی موت کے بعد دنیا میں کوئی دوسرا قیصر برسرِ اقتدار ہوا اور نہ ہی قیامت تک ہوگا۔

صحیح بخاری و مسلم کی اس حدیث کو بنظر ایمان پڑھیے اور پھر نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و عرفان کی عظمت و جلال کا اندازہ کیجیے۔

حدیث ۳۰: عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ فَقَالَ أَنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَيْفَرٍ أَمْ أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَبْرَأُ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَفْتَنِي بِالْشَّيْطَانَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً سَطَبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ عَسَا فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ صَنَعْتَ هَذَا قَالَ أَنْ يَخْفَفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَلْبَسَا۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے قریب سے گزرے آپ نے فرمایا ان دونوں قبروں میں عذاب ہو رہا ہے اور ان کو عذاب کسی کبیرہ گناہ کی وجہ سے نہیں ہو رہا بلکہ ایک معمولی گناہ پر ہو رہا ہے ایک شخص تو اپنے بدن کو پیشاب سے محفوظ نہیں رکھتا تھا اور دوسرا آدمی لوگوں کی چٹنی کھاتا تھا پھر حضور نے ایک سرسبز شاخ لے کر اس کے دو حصے کیے اور ان کو دونوں قبروں پر گاڑ دیا صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا جب تک یہ ٹہنیاں سرسبز رہیں گی ان پر عذاب میں تخفیف رہے گی۔

(صحیح بخاری)

پچھلے صفحات پر صحاح ستہ کی نو احادیث سے علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و وسعت کا بیان گذر چکا ہے اسی عنوان کی دوسری حدیث اس حقیقت کا واضح ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عام علم کا بھی کامل علم و عرفان بخشا ہے فی الحقیقت جس طرح حضور کی نبوت و رسالت ہر موجود و مخلوق کے لیے نص قرآنی سے ثابت ہے اسی طرح آپ کو تعلیم اللہ ہر موجود و مخلوق کا علم بھی حاصل ہے۔

مندرجہ بالا حدیث پڑھیے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیغمبرانہ بصارت کی جلالت شان دیکھئے۔ نگاہ مقسطہ منوں مٹی کے کثیف حجابات سے گذرتی ہوئی عذاب قبر کے ہونا ک منظر کو دیکھ لیتی ہے۔ پھر آپ کے علم و ادراک کی باریک بینی اور ہم گیری کا اندازہ کیجیے کہ آپ نے صرف عذاب کا ہی مشاہدہ نہیں فرمایا بلکہ آپ تعلیم الہی یہ بھی جانتے تھے کہ ان کو عذاب کس گناہ کے پاداش ہو رہا ہے وہ گناہ کبیرہ ہے یا صغیرہ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ پھر تفصیل سے بتا دیا کہ ایک قبر والا چلی کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے اپنے بدن اور لباس کو محفوظ نہیں رکھتا تھا۔

ان غرض اتنی تفصیل سے وہی بتا سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم الاولین و الاخرین عطا کیا ہوا اور جس کے علم و ادراک کا یہ مقام ہو۔ کیا اس کے علم و عرفان میں کوئی غامی اور تشنگی رہ سکتی ہے؟

اعجازِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء چاند دو ٹکڑے ہو گیا

حدیث ۳۱: عَنْ أَبِي قَالَ إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرَافِقَهُمْ آيَةً فَأَسَافَهُمْ أَنْفَعُ شَيْئَيْنِ حَتَّى سَأَلُوا حِجَابًا بَيْنَهُمَا۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ دکھانے کا مطالبہ کیا تو آپ نے ان کو چاند دو ٹکڑے کر دکھایا یہاں تک کہ حرا و پہاڑ چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

شقی قمر یعنی چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ ایک عظیم الشان معجزہ جو چارے نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی نبی کے ہاتھ پر ظاہر نہیں ہوا۔ کفار مکہ نے رات کے وقت حضور سے کوئی آسمانی معجزہ طلب کیا آپ نے دعا مانگی، انگشت مبارک سے چودھویں رات کے چاند کو اشارہ کیا تو چاند اسی وقت درمیان سے پھٹ گیا۔

درختِ قمر کو دراز انگشت شہادت میں بر فلک و بدبہ شان محمد

جس طرح عباد محمدی اور تصرفات مصطفوی سے چودھویں کا پابا
 دو ٹکڑے ہوا اسی طرح ڈوبا سورج بھی آپ کے معجزہ سے دوبارہ
 آیا۔ چنانچہ قاضی عیاض الشافعی تصدیق المصطفیٰ میں اور امام بیہقی
 خصائص کبریٰ میں حضرت اسماعیل عیسیٰ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ مقام صبا
 میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علی کی گود میں سر مبارک رکھے سورج سے
 آپ نماز عصر پڑھ چکے تھے اور حضرت علی نے ابھی نماز پڑھنی تھی نماز کا وقت جا
 رہا تھا لیکن حضرت علی نے پاس ادب آپ کو نہ جگایا اتنے میں سورج ڈوب گیا
 حضور جب بیدار ہوئے تو آپ نے حضرت علی کو مفہوم دیکھ کر وجہ دریافت فرمائی
 تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری نماز عصر قضا ہو گئی ہے یہ سن کر
 حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی :

اللَّهُمَّ إِنَّكَ كَانَتْ فِي طَاعَتِكَ وَ
 طَاعَتِ نَبِيِّكَ فَادُّوْكُمْ عَلَيْكُمْ
 الشَّمْسُ - (شفاء)

حضرت اسماعیل عیسیٰ میں نے خود دیکھا کہ سورج غروب ہونے کے
 بعد دوبارہ مغرب سے طلوع ہو کر وقت عصر پر آٹھواں اور اس کی دھوپ اور
 شعاعیں پہاڑوں اور میدانوں پر چمکنے لگیں جس طرح آپ کی انگشت مبارک
 کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور ڈوبا سورج پلٹ آیا اسی طرح شب طلع
 کے دوسرے دن آپ کی دعا سے اللہ نے سورج کو ٹھہرا دیا اس روایت کو

جس نے بطریق ارسال اور طرانی نے سیم اوسط میں بسند حسن حضرت جابر بن عبد اللہ
 نقل کیا ہے ۔

ہاتھ اٹھتے ہی ابر رحمت چھا گیا

حدیث ۳۲۲ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَصَابَتْ النَّاسَ سُنَّةٌ عَلَى عَهْدِ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيَّنَّا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 حُطْبُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا
 السَّمَاءُ وَجَاءَ الْعِيَالُ فَأَدْعُ اللَّهَ فَسَقَعَ وَمَاسَرَى فِي السَّمَاءِ
 فَرَعَّةٌ قَالَتْ لِي لَفْسِي بِسِدْرَةٍ مَا وَصَعَهَا حَتَّى ثَارَ السَّحَابُ
 فَتَنَالُ جِبَالًا ثُمَّ لَمْ يَزَلْ عَنِّي مُبَرَّحٌ حَتَّى رُمِيتُ
 فَمَطَرًا يَحَادُّ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمَطَرًا يُؤْمَا ذَالِكَ وَمِنَ الْعِدَّةِ وَمِنْ
 بَعْدِ الْعِدَّةِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْآخِرَى فَقَامَ ذَالِكَ الْأَعْرَابِيُّ أَوْ غَيْرُهُ
 فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَهْدِمُ الْبَنَاءَ وَتَعَسَقُ السَّمَاءُ فَأَدْعُ اللَّهَ لَنَا
 فَسَقَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ حَوِّ إِلَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَبَاسِثِيرُ
 إِلَى نَاحِيَةٍ مِنْ بَنِي السَّحَابِ إِلَّا أَنْفَرَجَتْ وَصَارَتْ الْهَدْيِيَّةُ
 مِثْلَ الْجَوَابَةِ رَسَالِ الْوَادِي فَنَاقَةُ سَهْوًا وَلَمْ يَجِ أَحَدٌ مِنْ
 نَاحِيَةٍ إِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ .

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک مرتبہ لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے تھے جمعہ کے روز حضور علیہ السلام منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی نے ہڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! قحط سے مال مویشی ہلاک ہو رہے ہیں اور اہل و عیال بھوک میں مبتلا ہیں۔ آپ جہاں سے اللہ سے دعا مانگتے تو حضور نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے حضرت انس کہتے ہیں ہمیں اس وقت آسمان پر کہیں بادل نظر نہیں آتا تھا خدا کی قسم حضور نے ابھی دعا حق کر کے ہاتھ نیچے بھی نہیں رکھے تھے کہ آسمان پر سیاہ بادل پہاڑوں کی مانند اُگر برسنے لگے جب حضور منبر سے اترے تو میں نے بارش کا پانی آپ کی ڈاڑھی مبارک سے ٹپکتا دیکھا۔ بارش اس دن بھی برتی رہی دوسرے اور تیسرے دن بھی حتیٰ کہ آئندہ جمعہ تک متواتر بارش ہوتی رہی۔ حضور جب خطبہ فرمانے کے لیے منبر پر بیٹھے تو وہی اعرابی یا کوئی دوسرا کھڑا ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! اب تو بارش کی فراوانی سے مکان گرنے لگے اور مویشی ڈوبنے لگے ہیں آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا مانگئے۔ حضور نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور یوں دعا فرمائی۔ اے اللہ! اب بارش ہمارے گرد و نواح پر برسا ہم پر نہ برسا اور آپ بادل کو ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے حضور جس طرف بھی انگلی کا اشارہ فرماتے اس طرف سے بادل پھٹ جاتا اور مدینہ منورہ پر سے آسمان بالکل صاف ہو گیا اور گرد و نواح پر بادل برسنے لگا اور باہر سے مدینہ منورہ میں جو شخص بھی آیا اس نے بارش کی فراوانی کی خبر سنائی۔ (صحیح بخاری و مسلم)

ملاحظہ کیجیے بارش کے لیے حبیب مصطفیٰ کے ہاتھ اٹھتے ہی آسمان پر باد بادل چھا کر برسنے لگے اور ایک ہفتہ برتے ہی رہے۔ پھر وہی ہاتھ اٹھنے کی طرف آپ کی انگلی کا اشارہ ہوتا اس طرف سے بادل پھٹ جاتا، اب مدینہ منورہ کا عجیب منظر ہے دیار حبیب پر سے آسمان بالکل صاف ہے اور گرد و نواح پر بارش ہو رہی ہے۔

دعاے محمد ﷺ

حدیث ۳۳ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ أَدْعُو أَبَا بَكْرٍ إِلَى الْوَسْطَاءِ فِي يَوْمٍ مَشْرُوكَةٍ فَدَعَوْنَهَا يَوْمًا فَاسْمَعْتَنِي فِي سُرْئُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَلَسْتُ فَاتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يَهْدِيَ أُمَّ ابْنِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ اللَّهُمَّ اهْدِ أُمَّ ابْنِي هُرَيْرَةَ فَخَرَجْتُ مُسَبِّحًا بِدَعْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صِرْتُ إِلَى الْبَابِ فَادَّاهُو فَجَافْتُ نَفْسِي فَخَشَفْتُ قَدَمِي فَقَالَتْ مَكَانَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ فَانْعَسَلْتُ فَلَبَسْتُ وَبَجَلْتُ عَنْ خِمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَسَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي مِنْ

الْفَتْحِ مُحَمَّدٌ اللَّهُ وَقَالَ خَيْرًا

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ
مشترکہ تھی اور میں انہیں مسلمان ہونے کی دعوت دیتا رہتا تھا حسبِ عادت
ایک دن میں نے اپنی والدہ کو اسلام قبول کرنے کا کہا تو والدہ نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ الفاظ کچے جس سے مجھے بڑا صدمہ
ہوا اور میں روتا ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی
یا رسول اللہ! دعا فرماؤ اللہ تعالیٰ میری والدہ کو ہدایت عطا کرے تو آپ نے
یہ دعا فرمائی اے اللہ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے۔ ابوہریرہ کہتے ہیں
میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعائیں کر خوشی خوشی باہر آیا جب میں گھر پہنچا تو
کیا دیکھتا ہوں کہ دروازہ بند ہے۔ میری والدہ نے قدموں کی آہٹ سن کر
ابوہریرہ باہر ہی کھڑا رہا اور پھر مجھے پانی گرنے کی آواز سنائی دی۔ میری والدہ
نے غسل کیا اور کپڑے پہنے اور بڑی جلدی سے دروازہ کھول کر کہا ابوہریرہ
اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ
میں اسی وقت فرطِ مسرت سے روتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ کو والدہ کے مسلمان ہونے کی خوشخبری
سنائی تو حضور نے اللہ کی حمد فرمائی اور مجھے دعائیں دیں۔ (صحیح مسلم)
دعا کی قبولیت اور اس کے اثرات کا اس قدر عجبت اور جلدی سے
ظاہر ہونا نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بہت بڑا اعجاز ہے۔ مندرجہ بالا

حدیث اور اس سے پہلی حدیث اسی اعجازِ مصطفویٰ کی آئینہ دار ہیں اور
مصطفیٰ کے ہاتھ اٹھے اور قبولیت نے گلے لگایا۔

اجابت نے جھک کے گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

ایکس کھجوریں اور پچیس سال

حدیث ۳۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَكَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِشَهْرَاتٍ فَقُلْتُ يَا سَوْولَ اللَّهِ أَدْعُ اللَّهَ فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَاتِ
فَضَمَّنَ ثُمَّ دَعَانِي فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَاتِ قَالَ حُذِّهِنَّ فِيْ مَزْدَدِكَ
كُلَّمَا اسْدَدْتَ اَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا فَاَدْخُلْ فِيْهِ يَدُكَ فَحُذِّهْ
وَلَا تَنْشُرْهُ نَشْرًا فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذَالِكَ الشَّرْكَ ذَا وَكَذَا
مِنْ وَسْقٍ فِيْ سَبِيلِ اللَّهِ فُكِّنَا نَا كُلُّ مِثْلِهِ وَنُطْعِمُ وَكَانَ
لَا يُقَاسِرُنِيْ حَقْوِيْ حَتَّى كَانَ يَوْمَ قَتْلِ عُثْمَانَ فَإِنَّهُ انْقَطَعَ
ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں تمھوڑی

سی کھجوریں لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور
عرض کی یا رسول اللہ! دعا فرما یہ اللہ تعالیٰ ان کھجوروں میں برکت

پیدا کر دے تو آپ نے ان کھجوروں کو ملایا پھر میرے لیے ان میں برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا اے ان کھجوروں کو اپنے تھیلے میں ڈال دے جب تجھے کھجوروں کی ضرورت پڑے تو تھیلے میں ہاتھ ڈال کر نکال لینا اور اس کو الٹا کر کے ہرگز نہ بھاڑنا۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے اس تھیلے سے کئی من کھجوریں اللہ کی راہ میں خیرات کیں، ہم خود بھی اس تھیلے سے کھجوریں کھاتے رہے محفلوں کو بھی کھلاتے رہے اور میں بھی تھیلا ہمیشہ اپنی کمر سے باندھے رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان غنی کی شہادت کے روز وہ کہیں گم ہو گیا۔

(ترمذی)
عذین عظام نے لکھا ہے کہ ان کھجوروں کی تعداد اکیس تھی لیکن امام الانبیاء علیہ السلام کے تصرف و اعجاز سے ان اکیس کھجوروں میں اتنی برکت پیدا ہوئی کہ حضرت ابو ہریرہ تقریباً پچیس سال تک اس تھیلے سے کھجوریں کھاتے رہے اور کھلاتے رہے اور منوں کی تعداد میں فی سبیل اللہ تقسیم بھی کیں لیکن تھیلے سے کھجوریں کم نہ ہوئیں آخر شہادت عثمان غنی کے دن وہ تھیلا گم ہو گیا۔ حضرت ابو ہریرہ اس پر شدت غم میں روتے ہوئے یہ شعر پڑھتے تھے۔

لِلنَّاسِ هَمٌّ وَلِيَ هَمَّانِ بَيْنَهُم
هَمُّ الْجَسَّابِ وَهَمُّ الشَّيْخِ عَثْمَانَ
آج لوگوں کو صرف ایک غم ہے اور مجھے دو غم ہیں ایک تھیلے کے گم

ہونے کا غم اور دوسرا شہادت عثمان غنی کا غم۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف و اعجاز سے قلیل طعام کا زیادہ ہونا ایک کثیر الوقوع معجزہ ہے۔ غزوہ خندق میں صرف چار سیر آٹے اور اتنے ہی گوشت سے ایک ہزار صحابہ کرام شکم سیر ہو گئے مگر کھانا ذرا بھی کم نہیں ہوا ایک پیالہ دودھ سے ستر صحابہ سیراب ہو گئے مگر پیالہ اسی طرح لبالب بھرا ہوا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اسی اعجاز مصطفوی کے متعلق لفظ سدا ہیں۔

کیوں جناب ابو ہریرہ تھا وہ کیسا جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے مزہ پھر گیا

قطرے سے دریا کر دیا

حدیث ۳۵ ر عَنْ جَابِرٍ قَالَ عَطَشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ سَكُوتٌ فَتَوَضَّأَ
مِنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ قَالُوا أَلَيْسَ عِنْدَكَ مَاءٌ تُشَوِّضُ
بِهِ وَتَشْرِبُ إِلَّا مَا فِي سَكُوتِكَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي السَّكُوتِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَقُورُ مِنْ بَيْنِ
أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ قَالَ فَشَرَبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قَلِيلٌ لِحَابِسٍ

كَمْ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مِائَةً أَلْفٍ لَكُنَّا كَذِبٌ خَمْسٌ عَشْرَةٌ
مِائَةً

توحیدتہ : حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں - مدینہ کے
دن لوگوں کو سخت پیاس لگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانی نہ
ایک لٹا پانی کا تھا جس سے آپ وضو فرما رہے تھے تو سب لوگ آپ کے
پاس آئے اور عرض کی ہمارے پاس کوئی پانی نہیں کہ ہم اس سے وضو کریں
اور پیش صرف یہی پانی ہے جو آپ کے لٹا میں ہے یہ سن کر حضور علیہ السلام
نے اپنا دست مبارک لٹا میں رکھا تو آپ کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے
پانی چشموں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر نکلنے لگا حضرت جابر کہتے ہیں ہم سب
خوب پانی پیا اور وضو بھی کیا۔ کسی نے جابر سے پوچھا اس وقت تمہاری کتنی
تعداد تھی؟ آپ نے جواب دیا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی سب کے
لیے کافی ہوتا لیکن ہم اس وقت صرف پندرہ سو آدمی تھے۔ (صحیح بخاری مسلم)
مندرجہ بالا معجزہ نَبْعُ السَّمَاءِ بھی حضور شہنشاہ ہر دوسرا صلی اللہ
علیہ وسلم کے دست مبارک سے متعدد مقامات پر متعدد بار ظاہر ہوا ہے یہ معجزہ
دیگر تمام معجزوں سے ایک عظیم المثال عجیب اور نرالہ معجزہ ہے۔ اور رسول
عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نبی سے اس کا تصور نہیں ہوا کیونکہ پانی کا
چشمہ انسانی بدن سے نہیں نکلتا بلکہ ہمیشہ زمین پہاڑ اور پتھروں کے درمیان
سے ہی نکلتا ہے۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے ایک پتھر سے بارہ چشمے جاری کر
دیکھائے جو جاشیر اپنی جگہ پر ایک بہت بڑا کمال ہے مگر ہاتھ سے پانی کے چشمے
ہمارے ہزاروں افراد کی پیاس بجھانا پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا ہی اعجاز اور کمال
ہے۔ غور کیجئے ساتی کوثر کے گرد پیاسوں کا جھوم ہے اور آپ کے دست مبارک سے
پانی چشموں کی طرح ابل ابل کر بہ رہا ہے اور متوالے قلب و نظر اور جسم و جان کی
پیاس بجھا رہے ہیں پھر حضرت جابر پوچھنے والے کو کیسا ایمان افروز جواب
دیتے ہیں کہ اس دن تو صرف ڈیڑھ ہزار تھے اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو مالک
کوثر سب کی پیاس بجھا دیتے۔ کیونکہ

۱۔ میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دیا بہا دینے میں ڈر ہے بہا دیتے میں
۲۔ آگے جب موج میں قطرے سے دریا کر دیا
پڑ گئی جس پر نظر بند سے مولیٰ کر دیا

ٹوٹی ہڈی جڑ گئی

حدیث ۳۶ رَعِنَ الْبَرَاءُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَهْطًا إِلَى أَبِي سَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عَتِيكٍ بَيْتَهُ
لَيْلًا وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عَتِيكٍ فَوَضَعْتُ
السَّيْفَ فِي بَطْنِهِ حَتَّى آخَذَنِي ظَهْرِي فَعَرَفْتُ أَنِّي قَتَلْتُهُ

فَجَعَلْتُ أَتَّحُ حَتَّى اِنْتَهَيْتُ إِلَى دَرَجَةٍ فَوَضَعْتُ رِجْلِي نَوَاقِثَ
فِي لَيْلَةٍ مُقْبِرَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِي فَعَصَبْتُهَا بِعِصْمَةٍ فَأَنْطَلَقْتُ إِلَى
أَصْحَابِي فَأَنْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَذْتُ
قَالَ الْبُسْطُ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَسَحَّهَا فَكَانَ كَمَا لَمْ
أَسْتَكْهَاقُ .

ترجمہ ۱۔ حضرت برادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع کافر کو قتل کرنے کے لیے ایک جماعت روانہ
کی۔ عبداللہ ابن عقیل (جو اس جماعت میں شامل تھے) رات کے وقت
اس کافر کے گھر میں داخل ہوئے وہ سویا ہوا تھا آپ نے اسے قتل کر ڈالا
عبداللہ ابن عقیل کہتے ہیں: میں نے اس کے پیٹ پر تلوار رکھ کر اس
زور سے دبائی کہ پشت سے پار ہو گئی جب مجھے اس کے مرنے کا پورا یقین ہو
گیا تو پھر میں اس کے گھر کا ایک ایک دروازہ کھولتے ہوئے باہر بیڑیوں
تک پہنچ گیا۔ چاندنی رات تھی میں نے اس خیال میں کہ نیچے اتر گیا ہوں قدم
اٹھایا تو گر گیا جس سے میری پینڈلی ٹوٹ گئی میں نے اپنی پکڑی سے پینڈلی
کو مضبوط باندھا۔ پھر آہستہ آہستہ چل کر اپنے ساتھیوں سے آملان کے حوالہ
میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور آپ کو سارا قصہ سنایا
تو حضور نے فرمایا اپنی ٹانگ پھیلا۔ میں نے اپنی ٹانگ پھیلائی آپ نے اپنا
دست مبارک اس پر پھیرا تو ٹوٹی ہوئی ہڈی اس طرح ٹھیک ہو گئی گویا

پہلے کھجی اس کو کوئی تکلیف ہی نہیں ہوتی تھی۔ (صحیح بخاری)

شہنشاہ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات سرِ پائیکر اعجاز
ہے بلکہ آپ کے جسم اطہر سے پھو جانے والی ہر چیز منظر کمالات خدا ہے اگر
حضور کے جسد انور کے تمام کمالات و معجزات قلمبند کرنے کی کوشش کی جائے۔
تو دفتروں کے دفتر ختم ہو جائیں قلم ٹوٹ جائیں مگر آپ کے شمال و محاذ کا
ایک باب بھی کما حقہ پورا نہیں ہو سکتا۔

حدیث بالا حضور کی شانِ میسائی اور نائب دستِ قدرت کا ایک
ادنیٰ کرشمہ ہے یہ آپ کا وہی مقدس ہاتھ ہے جس کو اللہ نے
اپنا ہاتھ کہا ہے۔ اسی مبارک ہاتھ کی انگلی کے اشارہ سے چاند دو پارہ ہو
گیا اور دُوبا سورج پلٹ آیا یہ وہی دستِ شفا ہے جس کے محض چھو جانے
سے ہی وہ بیماریاں دور ہو گئیں جن کے علاج سے دنیا کے طبیب عاجز ہیں۔
صاحبِ رجعت شمس و تنق القمر
نائب دستِ قدرت پر لاکھوں

آسی اللہ علیہ وسلم کا لعابِ دہن اور حضرت علی کی دکھتی آنکھ

حدیث ۳۷۷
عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ حَيْبَرٍ
لَا عَظِيمٌ هَذِهِ السَّيِّئَةُ عَدَا سَجْدًا لِكَيْفَتُخَّ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ

يُحِبُّ اللَّهُ وَسُرُّوهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَسُرُّوهُ فَلَمَّا صَبَحَ ابْنُ
عَدُوٍّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّمَهُ
يَسْرُجُونَ أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ آيُنَ عَلِيُّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ فَقَالُوا
هَؤُلَاءِ سُرُّونَ اللَّهَ يُشْكِي عَيْنُكَ قَالَ فَأَسْرَسُوا إِلَيْهِ فَأَرَفَى
بِهِ فَبَصَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ
فَبَرَأَ حَتَّى كَانَ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الشَّيْءَ
فَقَالَ عَلِيُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقَاتِلْهُمْ حَتَّى يَكُونُوا أَمْثَلَنَا قَالَ
أَفْعَدْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَمُوتَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ أَدَّاهُمْ
إِلَى الْأَسَدِ وَأَخْبِرَهُمْ بِمَا يَحِبُّ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ
اللَّهِ فِيهِ فَوَاللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ ذِكْرَ سَاجِدٍ وَاحِدٍ
خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ

ترجمہ: حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دن فرمایا کہ میں یہ جھنڈا
ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا وہ
شخص اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ و رسول اس سے
محبت کرتے ہیں جب دوسرے دن کی صبح ہوتی تو لوگ صبح سویرے ہی
حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے ہر ایک یہ آرزو رکھتا تھا کہ
حضور جھنڈا مجھے دیں آپ نے پوچھا علی ابن ابوطالب کہاں ہیں صحابہ

نے عرض کی: یا رسول اللہ! ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کو
بلالا وچٹا لپھر حضرت علی کو بلایا گیا آپ نے ان کی دکھی آنکھوں میں اپنا
تھوک مبارک لگایا تو اسی وقت ایسے درست ہو گئیں کہ گویا کبھی انہیں
تکلیف ہوئی ہی نہ تھی پھر حضور نے ان کو جھنڈا عطا کیا۔ حضرت علی نے کہا:
یا رسول اللہ! میں ان کافروں سے اس وقت تک ٹرتا رہوں گا جب
تک وہ ہماری طرح مسلمان نہیں ہو جاتے۔ آپ نے فرمایا اے علی! پہلے
نرمی کے ساتھ میدان میں جا کر ان کو دعوت اسلام دینا اور اسلام کی
طرف سے جو ان پر حقوق عائد ہوتے ہیں وہ ان کو بتانا خدا کی قسم اگر اللہ
نے تیرے ذریعے ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دی تو تیرے لیے سرج
اونٹوں سے بہتر ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

یہ حدیث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم و عرفان کی عظمت
اور لعاب دہن کی برکات پر مشتمل ہے حضور کا لعاب دہن یعنی تھوک مبارک
لئے اعداد معجزانہ کمالات کا حامل ہے آپ کا لعاب دہن ہر دور کی دوا
اور ہر مرض کا درماں ہے آپ کے اسی لعاب دہن کی کرامت و برکت
سے پھوٹی آنکھیں بینا ہو گئیں، گہرے زخم مندمل ہو گئے اور کھاری کنویں
شیریں ہو گئے۔

فراق حبیب میں ستون مسجد رو پڑا

حدیث ۳۸: عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ اسْتَنْدَ إِلَى جِدْعٍ نَحْلَةٍ مِنْ سَوَاسِرِ الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صَنَعَ لَهُ الْبَيْتُورُ فَاسْتَوَى عَلَيْهِ صَاحِبُ النَّخْلَةِ الَّتِي كَانَ يُخْطَبُ عَنْهَا حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَلْشَقَ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ضَمَّهَا إِلَيْهِ فَبَعَلَتْ ثَانِ اثْنَيْنِ الصَّبِيِّ الذَّيْ يُسَكَّتُ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابتداء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ فرماتے تھے تو مسجد نبوی کے کھجور کے ایک ستون سے ٹیک لگایا کرتے تھے۔ پھر جب منبر بنایا گیا اور آپ اس پر بیٹھے تو کھجور کا وہ ستون جس کے ساتھ ٹیک لگا کر آپ خطبہ فرمایا کرتے تھے حج مار کر اس قدر زور سے رونے لگا کہ قریب تھا کہ مارے غم کے پھٹ جاتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف سے اتر کر اسے سینے سے لگالیا تو وہ اس بچے کی طرح سسکیاں بھر کر رونے لگا جس کو ماں چُپ کر رہی ہو یہاں تک کہ وہ ستون خاموش ہو گیا حضرت جابر کہتے ہیں یہ ستون پہلے آپ کا وعظ و نصیحت سنتا تھا اب جو نہ سنا تو وہ رو پڑا۔ (صحیح بخاری)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث مشہور ہے بلکہ حدیث اتر کو پہنچی ہوئی ہے اور صحابہ کرام کی ایک کثیر جماعت نے اس کو روایت کیا۔

مذہب القلوب میں ہے کہ حضور علیہ السلام جب ستون کو چھوڑ کر منبر پر جلوہ ما ہوئے تو وہ سسکیاں بھر بھر کر رونے لگا ستون کو رونا دیکھ کر حاضرین مسجد بھی رو پڑے حضور علیہ السلام منبر سے اتر آئے اور ستون کو سینے سے لگا کر فرمایا اگر تو چاہے تو میں تمہیں دوبارہ ہر ابھر اور سخت بنا دوں اگر تو چاہے تو میں تجھے بہشت جاوداں میں لگا دوں، مگر تو جنتی نہروں اور چشموں سے سیراب ہوتا رہے اور وہاں محبوبان خدا تیرا پھل کھائیں کچھ دیر کے بعد آپ نے صحابہ کرام کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ اس نے جنت میں رہنا پسند کیا ہے پھر آپ نے اس کو اسی جگہ دفن کروا دیا۔

کھجور کے خشک تنے کا عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں انسانوں کی طرح رونا مردہ زندہ کرنے سے بڑھ کر تعجب انگیز اور باکمال ہے کیونکہ ایک مردہ جسم میں جو پہلے زندہ اور روح کا مسکن تھا باس میں دوبارہ روح کا لوٹ آنا اتنا حیران کن نہیں جتنا کہ عقل انسانی کے لیے ایک خشک لکڑی جو عالم جمادات سے تعلق رکھتی ہے، کا زندہ ہو کر ارباب عقول کی طرح ہجر رسول میں رونا اور اپنی دلدور چنچوں سے حاضرین مسجد کو بھی رونا دینا حیرت کا باعث ہے۔ عارف روحی فرماتے ہیں

استن حنانہ در عجز رسول

نالہ می زد، پھچوں ارباب عقول

درخت کی اطاعت

حدیث ۳۹۱ ر عن ابن عباس قال جاء أعرابي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بما أعرف أنك نبي قال إن دعوت هذا البعق من هذه النخلة يشهد أني رسول الله فذاعا رسول الله صلى الله عليه وسلم فجعل ينزل من النخلة حتى سقط إلى النبي صلى الله عليه وسلم ثم قال ارجع فعاد فأسلم الأعرابي .

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا میں کس دلیل سے پہچانوں کہ آپ مجھے نبی ہیں حضور نے فرمایا اگر میں کھجور کے اس درخت کے اس خوشہ کو بلاؤں تو وہ میرے پاس آکر میری نبوت اور رسالت کی گواہی دے گا اس کے بعد حضور علیہ السلام نے اس کو بلایا تو کھجور کا وہ خوشہ درخت سے نیچے اتر کر آپ کے قدموں میں آگرا۔ پھر آپ نے اس کو واپس جانے کا حکم دیا تو وہ خوشہ واپس درخت پر اسی جگہ جا لگا . (ترمذی)

علماء محققین اور ائمہ مجتہدین نے کتاب و سنت کی روشنی میں یہ وضاحت کی ہے کہ حضور علیہ السلام صرف انسانوں کے ہی نبی اور رسول

نہیں بلکہ آپ حیوانات و جمادات و نباتات اور تمام موجوداتِ ارضی و سماوی کے رسول اور پیغمبر ہیں۔ اسی لیے کائنات کی ہر چیز آپ کے زیرِ فرمان ہے خود آپ کا ارشاد ہے کہ سوائے (مسرکش) جنوں اور انسانوں کے ہر چیز پر جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

مندرجہ بالا حدیث سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی رفیع الشان کمال اور اعجاز کی آئینہ دار ہے اور آپ کے تمام معجزات و کمالات نبوت اس کا واضح ثبوت ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور کے ساتھ مکہ کے باہر گیا تو جو درخت اور پتھر بھی سامنے آیا وہ باوازا بلند عرض کرتا تھا : السلام علیک یا رسول اللہ . (ترمذی)

ایک دفعہ آپ نے ایک کافر کو کلمہ پڑھنے کا فرمایا تو وہ کہنے لگا آپ کے اس ارشاد کے سچا ہونے کی کون گواہی دے گا۔ حضور نے فرمایا وہ سامنے والا درخت۔ پھر آپ نے اس درخت کو بلایا تو وہ زمین سے اپنی جڑیں نکال کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا، اور تین بار آپ کے رسولِ برحق ہونے پر بزبان فصیح شہادت دی پھر وہ آپ کے حکم سے واپس چلا گیا۔ الغرض حضور علیہ السلام کے معجزات و کمالات بے حساب ہیں سب کا کما حقہ بیان انسانی طاقت سے باہر ہے۔ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ قرآن حکیم حضور کا ایک عظیم اور زندہ و جاوید معجزہ ہے یہ صرف ایک ہی معجزہ نہیں بلکہ سات ہزار سات سو معجزات کا مجموعہ ہے اور احادیث

سے اہل علم نے تین ہزار معجزات نقل کیے ہیں۔
تیرے تو وصف ہیں عیب تنا ہی سے بُری
چراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

صَلُّوْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

حدیث ۴۰

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَوةٍ وَاحِدَةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَواتٍ
وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيَاَتٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ
ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ
اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف کرتا ہے
اور اس کے دس درجے بلند فرماتا ہے۔ (نسائی)

تمام فرض عبادات و اعمال کے بعد افضل اور اللہ کے ہاں مقبول
ترین عمل اس کے پیارے حبیب عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہے
یہ آپ کی ایک عظیم خصوصیت ہے جس سے صرف آپ ہی کی ذات
گرامی صفات مخصوص ہے فی الحقیقت تمام اعمال میں صلوة علی النبی
ہی ایک ایسا عمل ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اس طرح انوکھے اور

نرالے انداز میں دیا ہے کہ اے خدا کے یکتا کی و احدیت اور اس کے
حبیب مصطفیٰ کی رسالت پر ایمان لانے والو! میں اور میرے نوری فرشتے
نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوة و سلام پڑھتے ہیں۔ لہذا تم بھی نبی عربی
کے حضور صلوة و سلام بھیجتے رہو۔

درود شریف ہی ایک ایسا عمل ہے جس کا صلہ اللہ تعالیٰ اس
طرح دیتا ہے کہ جو اس کے پیارے نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور
ایک بار درود بھیجتا ہے تو وہ خدا کے بزرگ و برتر اپنی شان رب العالمین
کے شایان اس پر دس بار درود بھیجتا ہے اس کے دس گناہ معاف کرتا
ہے اور اس کے دس درجے بلند فرماتا ہے۔

غور کیجیے کہاں وہ بلند ترین ذات واجب الوجود اور کہاں ہم کم ترین
سیاہ کار مخلوق مگر جب ایک بار بصدق دل اس کے حبیب مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کے حضور نذرانہ صلوة و سلام پیش کیا تو وہ خدا کے ذوالجلال
ایک بار نہیں بلکہ دس بار نگاہ کرم فرماتا ہے۔ درود و سلام رسول مصطفیٰ
پر پڑھا اور اس کا صلہ خدا نے دیا عالم قدس کے مقرب فرشتوں نے
ستر بار دعائے رحمت و مغفرت سے یاد کیا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں جو شخص حضور علیہ السلام پر ایک
بار درود پڑھے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر بار درود بھیجتے ہیں۔
(مشکوٰۃ)

سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی صفات پر صلوة و سلام کی اہمیت و افضلیت کا اندازہ درج ذیل چند معتبر و مستند روایات سے کیجیے۔
حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے زمین پر گھومتے رہتے ہیں وہ مجھے میری امت کا درود و سلام پہنچاتے ہیں۔ (نسائی)

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا جو مسلمان بھی مجھ پر صلوة و سلام بھیجتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ میری روح کو عالم مشاہدہ سے اس کی طرف متوجہ فرما دیتا ہے پھر میں اس کے سلام کا خود جواب دیتا ہوں۔ (ابوداؤد)

علامہ ابن قیم علاء الافہام میں بحوالہ ابن ماجہ و طبرانی حضرت ابو درود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود بھیجا کرو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر درود پڑھتا ہو مگر میں اس کی آواز سن لیتا ہوں (وہ شخص چاہے کہیں ہو) صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ وفات کے بعد بھی درود سن لیں گے آپ نے فرمایا ہاں۔ وفات کے بعد بھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کا جسم کھانا حرام کر دیا ہے۔

ایک مرتبہ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! جو لوگ مدینہ منورہ

سے دور دراز ملکوں میں رہتے ہیں اور جو لوگ آپ کے بعد پیدا ہوں گے ان کے درود و سلام کا کیا حال ہے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا میں اہل محبت کا درود تو خود سنتا ہوں اور ان کو پہنچاتا بھی ہوں اور دوسروں کا درود مجھے فرشتوں کے ذریعے پہنچا دیا جاتا ہے۔

(دلائل الخیرات)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

أَوَّلِي النَّاسِ فِي يَوْمِ الْقِيَامَةِ قِيَامَتِ كَے دن سب سے زیادہ
أَكْبَرُهُمْ عَلَى مِیرے قریب وہ لوگ ہوں گے
صَلَوَاتِهِ جِسب سے زیادہ مجھ پر درود
(رواہ الترمذی) پڑھنے والے ہیں۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں تشریف لائے کہ مسرت و شادمانی کے آثار آپ کے رخ انور پر نمایاں تھے آپ نے فرمایا ابھی حضرت جبریل علیہ السلام نے میرے پاس آکر فرمایا: یا رسول اللہ! آپ کا رب کریم ارشاد فرماتا ہے۔ اے پیارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ اس بات پر خوش نہیں کہ آپ کا جو امتی آپ پر ایک بار درود پڑھے گا میں اس پر دس بار درود بھیجوں گا اور جو آپ پر ایک بار سلام پڑھے گا میں اس پر دس بار سلام

بھجوں گا؟ (رواہ انسائی والدارمی)

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! میں آپ پر بکثرت درود پڑھتا ہوں، لہذا آپ ارشاد فرماتے ہیں (دوسرے وظائف کے مقابلہ میں) کتنی مقدار میں آپ پر درود پڑھا کروں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جس قدر چاہو پڑھو۔ میں نے عرض کیا چوتھائی حصہ درود پڑھا کروں فرمایا جتنا چاہو پڑھو اگر زیادہ پڑھو گے تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے میں نے عرض کیا ادا وقت درود پڑھا کروں، ارشاد فرمایا جتنا دل چاہے پڑھو اگر اس سے بھی زیادہ پڑھو گے تو وہ بہتر ہی ہوگا۔ میں نے عرض کیا دو تہائی حصہ درود پڑھا کروں گا۔ ارشاد فرمایا جتنا وقت چاہو درود پڑھو اگر دو تہائی سے بھی زیادہ پڑھو گے تو یہ تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر تو میں تمام وقت درود پڑھنے کے لیے مخصوص کر دوں گا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوش ہو کر ارشاد فرمایا: اگر تم ایسا کرو گے تو پھر یہ وظیفہ درود شریف تمہاری سب پریشانیوں سے نجات دے گا۔ (رواہ الترمذی بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور بدعا ارشاد فرمایا: ذیل و خوار ہو وہ آدمی جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے:

ذیل و خوار ہو وہ آدمی جس کے پاس ماہ رمضان آئے اور اس کے گناہوں کی بخشش سے قبل چلا بھی جائے؟ ذیل و خوار ہو وہ آدمی جو اپنے ماں باپ دونوں کو یا ان سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پاتے پھر وہ ان کی خدمت کر کے جنت نہ حاصل کرے۔ (رواہ الترمذی)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اصل بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے؟ (رواہ الترمذی و امام احمد)

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام سے فرمایا یہ کیا تمہیں سب سے بڑے گنجو س آدمی کا پتہ نہ بتاؤں، عرض کی ہاں، یا رسول اللہ! تو آپ نے فرمایا جس آدمی کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے وہ سب سے زیادہ بخیل انسان ہے۔ (کتاب الصلوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو یہ چاہتا ہے کہ اس کو درود شریف کا پورا اور کامل ثواب عطا کیا جائے تو وہ مجھ پر اور میرے اہل بیت پر اس طرح درود پڑھے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
أَصْحَابِ الْكُوفَةِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى

اَبْسَرُ اَهْلِيْكُمْ اِنَّكَ حَبِيْبٌ مَّجِيْدٌ ۔

(رواہ ابو داؤد)

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا ۔

”جس نے محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود شریف پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ دعا یہ ہے:

اللّٰهُمَّ اَنْزِلْ لِي الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۝

(رواہ احمد بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت نبیہ ابن وہب فرماتے ہیں کہ حضرت کعب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مجلس میں حضور علیہ السلام کا ذکر چل پڑا۔ حضرت کعب نے کہا کہ روز ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور آپ کی قبر انور کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے پر و وضع رسول پر ملتے ہیں۔ آپ پر صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں جب شام ہوتی ہے تو واپس چلے جاتے ہیں اور اتنے ہی فرشتے دوبارہ اتر آتے ہیں یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا یہاں تک کہ جب قیامت قائم ہوگی تو حضور علیہ السلام ستر ہزار نور فرشتوں کے بھر مٹ میں روضہ اطہر سے باہر تشریف لائیں گے۔

(مشکوٰۃ بحوالہ دارمی)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس دعا کے ساتھ نبی عسریٰ کی ذات گرامی پر صلوٰۃ و سلام پڑھا جائے وہ دعا زمین و

آسمان کے درمیان ہی رہتی ہے اور جب تک تم اپنے نبی رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھو گے وہ دعا بارگاہ الہی میں شرف قبولیت نہ پاسکے گی۔ (ترمذی)

الغرض درود شریف رضائے خدا اور خوشنودی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے دبار میں فراٹھ کے بعد ایک محبوب اور مقبول ترین عمل ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج نبوت میں بعض علماء ربانین کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اگر کسی شخص کو مرشد کامل اور رہبر حق نہ مل سکے تو ایسے شخص کو تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر پابندی آداب اور غلوص دل کے ساتھ بکثرت درود پڑھنا چاہیئے۔ درود شریف کی برکت سے خود آپ کی ذات اس کی تربیت و دستگیری فرمائے گی۔

اور وہ قرب خدا اور محبت مصطفیٰ سے مشرف ہو کر منزل مقصود کو پا لے گا۔

بَلَغَ الْعِلْمَ بِكَمَالِهِ

حنورا اپنے خدا کا کمال کے ذریعے شرف و عزت کی رفعتوں پر پہنچے۔

كَشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ

اپنے اپنے حق و جمال کی تابانیوں سے کفر و شرک کے اندھیروں کو مٹا دیا۔

حَسَنَتُ جَمِيعُ خَصَالِهِ

آپ کی تمام عادات و خصائل نہایت ہی حسین و جمیل ہیں۔

صَلُّوْ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ

اے عاشقانِ جمالِ محمدی! اپنے آقا و ان کی آلِ پاک پر درود پڑھتے رہو۔

حرفِ آخر

ریحِ الاول کا بہارِ آخرین مہینہ تشریف لا چکا ہے اسی میں مولائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیائے آب و گل کو اپنی لافانی دنیا پاشیوں سے منور فرمایا۔ اسی ماہ مقدس میں گلزارِ عالم کی خزاں رسیدہ پتر مردہ کلیاں رشکِ فردوس بنیں۔ نجایانِ ہستی کو حیاتِ نو ملی، اور گلشنِ انسانیت پھر سے سرسبز و شاداب ہو کر لہلہانے لگا جب بھی یہ ماہِ معظم آتا ہے اپنے ساتھ غلبہ بریں کی ہزاروں بہاریں لے کر آتا ہے اور عاشقانِ جمالِ مصطفوی کے چہروں پر شباب و مسرتِ رقص کرنے لگتی ہے آج پھر یہی ماہِ مکرم اپنی تابانیوں سے کائنات کو بقعہ نور بنا رہا ہے فرزندِ ان توحیدِ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی میں بارگاہِ رسالت میں عقیدت کے نذرانے پیش کر رہے ہیں۔ فرش سے عرش تک ہر سو ذکرِ حبیب کا چرچا ہے۔ محافلِ میلادِ برپا ہو رہی ہیں ہر مسلمان گنبدِ خضریٰ کے دولہا پر صلوة و سلام کے پھول پھچا دو کر رہا ہے۔ مولف مولائے کل، بھی مولائے کائنات کے حضور اپنا یہ حقیر سا نذرانہ پیش کرتا ہے۔

اسی مطلب سے چنتے پھرتے ہیں ہم پھول گلشن میں

صبا شاید گرا دے ان کو جا کر تیرے دامن میں

آخر میں بارگاہِ احدیت میں بصدِ عجز و انکسار دعا ہے کہ

الہ العالمین ابوسیدہ نبی رحمتہ العالمین مجھ ذرہ بے مقدار کی اس حقیر
تالیف کو شرف قبولیت سے نواز اور اسے میری بخشش کا ذریعہ
بنا۔

افس

اے گنبد خضریٰ کے مکین آقا! یہ بندہ گنگا راہ کے دربار مصطفوی
میں آپ کے ہی سدا بہار گلشن رسالت کی چند شگفتہ کلیاں پیش کرتا ہے اپنے
سیاہ کار غلام کی اس ناتمام سعی کو قبول فرمائیے اور خضر میں اپنے دامن نفاعت
میں پناہ دیجیے اور اے شاہ ہر دوسرا!

ہست شان رحمت گیتی نواز
آرزو وارم کہ میرم ورجباز
از درت خیزد اگر اجزائے من
وائے امروزم خوشا فردائے من

سُبِّ اَعْفَرِي لِي وَلَوْلَا دَعَايُ وَلِمَشَائِيحِي وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِينَ
يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ وَصَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا عَلٰى سَيِّدِنَا وَ
مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ
الْمُحِبِّينَ كَمَا تَحِبُّ وَتَرْضَى .

ریاض احمد محمدانی

۳ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ